مئی۔جون
۲۰۲۴ء

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کا دینی علمی ادبی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

صدائے حق گنگوہ

شعبۂ نشرواشاعت

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ضلع سہارنپور (یوپی) انڈیا

بیادگار: شریف الامت حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

شوال، ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ
مئی، جون ۲۰۲۴ء

ماہنامہ صدائے حق گنگوہ

جلد: ٦
شمارہ: ۵، ٦

مجلس سرپرستان
شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم
حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مدیر مسئول
حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب گنگوہی نقشبندی دامت برکاتہم

مدیر انتظامی
مولانا قاری عبید الرحمٰن صاحب قاسمی

مدیر تحریر
مولانا مفتی محمد ساجد صاحب کُھجناوری

مجلس مشاورت
حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مدظلہ استاذ حدیث جامعہ ہذا
مولانا مفتی محمد حذیفہ صاحب ملی استاذ حدیث جامعہ ہذا

زرِ تعاون

فی شمارہ .... ۲۰ / روپے	بیرون ملک .... ۱۵ / امریکی ڈالر
سالانہ .... ۲۵۰ / روپے	سارک ممالک .... ۲۰۰۰ / روپے
	لائف ممبر .... ۵۰۰۰ / روپے

خط و کتابت و ترسیل و زر کا پتہ

ماہنامہ صدائے حق جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ضلع سہارنپور (یوپی) انڈیا

MONTHLY SADA-E-HAQ GANGOH
JAMIA ASHRAFUL ULOOM RASHEEDI, GANGOH
Distt, Saharanpur (U.P.) India, Pin 247341
E-mail: sadaehaque313@gmail.com

آئینۂ مضامین

کالم	عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	مسافرانِ حج	محمد ساجد کُھجناوری	۳
صدائے قرآن	اسوۂ ابراہیمی	مولانا محمد حذیفہ مکی	۶
صدائے حدیث	حج کے فضائل	حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی	۱۰
شخصیات	مجھے ہے حکمِ اذاں......	مولانا ڈاکٹر ابرار احمد اجراوی	۱۵
مقالات	قربانی کے فضائل واحکام	حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی	۱۹
	نفاق اور فتنوں کا دور	مولانا مفتی محمد احسان رشیدی	۲۲
	کرایہ داران اور مکان مالکان کے رویے	مولانا مفتی ناصر الدین مظاہری	۲۴
	ذکر اور ذاکرین کی فضیلت	مرغوب الحق گنگوہی	۲۷
	خواتین کی دینی تعلیم......	مولانا شمشاد احمد مظاہری	۳۱
	علماء کی قسمیں	ابوحذیفہ رشیدی	۳۳
منتخبات	مسائل وفتاویٰ	ادارہ	۳۶
شعروادب	رہبروں کے بھیس میں ملت فروش	حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ	۴۲
وفیات	جامعہ کے دو مخلص کارکنان کی وفات	ادارہ	۴۳
تعزیتی مکتوب	حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقیؒ	حضرت ناظم صاحب مدظلہ	۴۴
رودادِ چمن	جامعہ اشرف العلوم رشیدی کی ڈائری	مولوی حسین احمد رشیدی کنڈوی	۴۵
جہانِ کتب	تصنیفات وتالیفات	حضرت ناظم صاحب	۴۸

پرنٹر وپبلشر مدیر (مولانا) خالد سیف اللہ (صاحب) نے ایم، ایس، سبھاش پریس 4/2731 چوک نواب گنج نزد کمپنی گارڈن سہارنپور سے طبع کرا کر دفتر ''صدائے حق'' جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ سے شائع کیا۔ (کمپیوٹر کمپیوزنگ) محمد دلشاد رشیدی موبائل:9358199948

اداریہ

مسافرانِ حج

محمد ساجد کھجناوری

نیکیوں، دائمی سعادتوں اور ایمانی حلاوتوں سے محظوظ ہونے کیلئے ابھی قریب میں گذرا ماہ رمضان ہی اپنی عظمت وبرکت کے لحاظ سے کیا کچھ کم تھا کہ جس میں انعامات خداوندی کی موسلا دھار بارش ایمان وعمل کی کیاریوں کو سرسبز وشاداب کئے ہوئے تھی،، ہرطرف روح وروحانیت کی کلیاں مسکرا رہی تھیں، نور ونکہت کا ایسا حسین منظر کہ روح کو تازگی، عمل کو پاکیزگی اور فکر ونظر کو روشنی حاصل تھی، بدعمل انسان بھی اپنی تمام تر غفلتوں کے باوجود اس کی نزاہت کا قائل تھا، خوش بختیوں کے حصول کا سودا اس کے سر میں بھی سمایا تھا، وہ بھی جنت کے طلب گاروں میں شمولیت چاہتا تھا، مگر ضرورت سے زائد دنیوی جھمیلوں میں پڑنے سے مطلوبہ عملی تقاضوں پر اس کی توجہ مرکوز نہ ہوسکی، خواب غفلت میں وہ یونہی مدہوش پڑا رہا، اس کی عقل وخرد کے دروازوں پر تالے سے لگ گئے، تا آں کہ ماہِ رمضان اپنے باغ وبہار کے ساتھ رخصت ہوگیا اور اس کے کان پر جوں تک بھی نہ رینگ سکی۔ مگر اب جبکہ عمل کی منڈی میں وہ اپنے کو ٹھگا سا محسوس کرتا ہے، گناہوں پر جرأت کا اسے اعتراف ہے، نفس وخواہشات کی ناجائز پیروی سے وہ اوب چکا ہے تو رحمت خداوندی ابھی بھی اس کیلئے کشادہ ہے، اسے اپنی آغوش میں لینے سے وہ اب بھی گریزاں نہیں، اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اشہرِ حج یعنی نیکیوں کا سیزن اب بھی جاری ہے اس حقیقت اور سچائی کا اظہار خود قرآن کریم نے کیا ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

الحج اشھر معلومات کہ وہ (یعنی حج کے معین مہینے) شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحج کے دس روز) ہیں، یقیناً بخشش ورحمت کے یہ وہ سنہرے لمحات ہیں کہ جب دنیا کے دور دراز خطوں اور ملکوں سے نصیبہ وروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر سالانہ اجتماع (حج) میں شریک ہوتا ہے، پس کتنے نصیبہ ور ہیں وہ لوگ جو دیارِ حرم کی حاضری کیلئے پابہ رکاب ہوچکے ہیں جہاں حرمین شریفین کے در ودیوار کی روحانی قوت ان کے

دل ودماغ کو نہ صرف اپیل کرتی ہے بلکہ کعبۃ اللہ کی زیارت وعقیدت سے زائرین حرم کے ویران گلشن میں بادنسیم کے مست جھونکے صاف محسوس ہوتے ہیں، دربار خداوندی میں اس کے عاشقوں کا یہ حسین اجتماع حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادوں اور باتوں کی بھی بزبان حال دلیل فراہم کرتا ہے جس کا حق جل مجدہ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا۔

اللہ رب العزت نے اپنے اس اولوالعزم پیغمبر کو حکم دیا تھا ''اور انسانوں کو حج کیلئے پکارو، وہ تمہارے پاس دور دراز کے علاقوں سے آئیں گے، پیدل اور سوار''۔ ایک دوسرے موقع پر یہ مفہوم اس طرح ادا ہوا ''اوراس گھر کا طواف کریں''۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ خدامستوں کا یہ خوشنما قافلہ خانۂ خدا پر کس طرح دیوانہ وار جمع ہوا ہے، اللہ کے یہ عاشق اور رسول خدا کے یہ امتی دنیا کی ہر لذت سے بے پرواہ ہوکر کیسے اپنے رب کے احکامات بجالاتے ہیں، زبان پر ''**لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک**'' کی صدائیں کس طرح کانوں میں رس گھولتی ہیں۔ اللہ اکبر! حاجی کی ہرادا کس طرح دل موہ لیتی ہے، اس کے ہر عمل سے عبدیت وفنائیت کا اظہار ہوتا ہے، بدن پر نہ مروجہ شلوار وقمیص اور نہ شیروانی وقبائے زریں بلکہ بے سلی صرف دو چادریں جنہیں لپیٹ سمیٹ کر وہ شاہی دربار میں حاضر ہوا ہے، جہاں وہ اپنے رب سے راز ونیاز کی باتیں کرتا ہے، زبان ذکر ومناجات سے بدستور آشنا ہے، جس سے ہمہ دم فکر آخرت کا استحضار بھی بڑھتا ہی جاتا ہے، اسے چین نہیں ہوتا بلکہ رضاء وخوشنودی الٰہی کا حصول اس کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک مقام سے دوسرے مقام تک رسائی اس کا محبوب عمل ہوتا ہے۔ چنانچہ کبھی بیت اللہ کا طواف، کبھی عرفات کے میدان میں وقوف، کبھی دعاء وتضرع، کبھی منی ومزدلفہ کا سفر، کبھی صفاومروہ کے درمیان سعی، کبھی حجر اسود کا استلام، کبھی غلاف کعبہ کا تمسک کر کے آہ وبکا، کبھی مقامات مقدسہ کی زیارت، کبھی رمی جمرات، کبھی نحر وحلق تو کبھی روضۂ اطہر پر حاضری، الغرض یہ سب وہ ادائیں ہیں جو ایک حاجی کو بصورت عبادت انجام دینا ہوتی ہیں اور جس سے اللہ کی نگاہ میں وہ مقبول ومحترم بن کر دینی زندگی گذارتا ہے، اسی لئے حدیث میں بھی اسے بشارت دی گئی ہے ارشاد نبویؐ ہے ''**من حجّ هذاالبيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته**

امہ ''یعنی جوشخص اس طرح حج کرے کہ اس میں کوئی گناہ اور بے حیائی نہ کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح **پاک** وصاف ہوکر لوٹتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے جنا ہو۔ **ایک** دوسری روایت میں ہے: حضرت ابوذر غفاریؓ راوی ہیں کہ جب حاجی اپنے گھر سے نکلے اور اس پر تین دن گذر **جائیں** تو وہ نومولود بچہ کی طرح گناہوں سے **پاک** ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد سفر حج میں جو بقیہ ایام گذریں گے ان میں درجات بلند ہو**جائیں** گے۔

مگر حرماں نصیبی ہے اس حاجی کیلئے جو اپنے کردار وعمل کی **بدولت** بھی حج کے **فوائد** وثمرات سے بھی حظ وافر حاصل نہ کرسکے، **تربیت وتاثیر** کے اس سالانہ اجتماع سے مابقیہ حیات **مستعار** کیلئے کچھ رہنما خطوط بھی دستیاب نہ کرسکے، جبکہ اس کے ایمان ومعرفت کی اسپرٹ کو بڑھانے اور اس میں اخلاص وعمل صالح کی **بنیادوں** کو زیادہ مضبوط ومستحکم کرنے کیلئے **آیات وروایات** کے ذریعہ بے شمار خوش خبریاں دی گئی ہیں۔ چنانچہ کہا گیا ''**والحج المبرور لیس له جزاء الاالجنة** ''**ایک** دوسری جگہ ارشاد ہے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ ''**ایک** حاجی کو اپنے خاندان کے چار سو افراد کیلئے **شفاعت** کا اختیار دیا جائے گا، جبکہ حدیث کے بعض الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ چار سو گھرانے کیلئے **شفاعت** کا اختیار دیا جائے گا''۔

لہذا ان واضح فرمودات **نبوی**ﷺ کی اہمیت کو **مدنظر رکھتے** ہوئے ہمیں حج جیسے عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہونے میں کسی تخلف کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ اسباب وسائل مطلوبہ تعداد میں میسر ہوں تو پھر **تاخیر** کی وجہ کیا؟ اسلئے ظاہری اسباب کے فراہم ہوتے ہی قبولیت کیلئے مستجاب دعاؤں کا بھی اہتمام کیا جائے، ویسے بھی دیارحرم کی حاضری کا پکا سچا اشتیاق **ایک** ایمان والے کے دل میں ہر آن ہونا چاہئے۔ فاقہ مستوں بھی **اگر** لگن تڑپ **جذبہ** اور جوشِ عقیدت ہو تو اللہ **پاک** اپنے **خزانۂ** غیب سے ایسے اسباب مہیا فرماتے ہیں کہ بسا اوقات مالداروں کو بھی ان پر استعجاب ہوتا ہے۔ جبکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ علیم وخبیر کے یہاں **جذبات** کی قدر ہے اور وہی اپنے مخلص بندوں کو کار خیر کیلئے موفق فرماتے ہیں۔

تو آیئے ہم سب مل کر دُعا گو ہوتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی حج مقبول کی سرمدی سعادت سے سرفراز فرمائے۔

آمین آمین لاارضیٰ بواحدة   حتیٰ اضیف الیها الف آمینا

صدائے قرآن

اسوۂ ابراہیمی

''کتاب وسنت کے تناظر میں''

مولانا محمد حذیفہ صاحب مکی
مدرس حدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

خلیلِ رب کائنات، ابتلاء وآزمائشوں میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی وکامرانی حاصل کرنے والے، جلیل القدر، فخیم المرتبت، عظیم المنزلت اور **اَوَّلُ مَنْ یُلْبَسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِبْرَاهِیْمُ** جیسے مژدۂ جاں فزاں کے مستحق اول **"وَاتَّخَذَاللّٰہُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلاً"** جیسی بلند وبالا بشارتوں کے مصداق، فردِ فرید پوری اُمت کے برابر، سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی شخصیت سے کون واقف نہیں جنکی بابت حضرات شعراء کرام اپنے اقلام کو حرکت دیتے ہوئے کہتے ہیں:

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا — آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق — عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

ملتِ ابراہیمیؑ پر ایمان رکھنے والا ہر شخص حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی شخصیتِ عظمیٰ کو خوب اچھی طرح جانتا ہے، آپؑ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ربِ العزت والجلال خود آپ کی تعریف وستائش فرما رہے ہیں: گویا بندہ کا انٹروڈکشن وتعارف آقاء کی زبانی ہورہا ہے، اس سے بڑھکر کوئی تعارف نہیں ہوسکتا: فرمایا: **اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا وَّلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۰ شَاکِرًا لِّاَنْعُمِہٖ اجْتَبٰہُ وَهَدٰہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۰** یقیناً ابراہیم تم تمام کے پیش رو اور اللہ کے مطیع وفرمانبردار تھے، سب سے ہٹکر اسی کے ہورہے تھے، کسی کو اسکا شریک وسہیم نہ ٹھہراتے تھے اور اللہ پاک کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے تھے، اللہ پاک نے انکا انتخاب کیا تھا اور انکو صراطِ مستقیم کی راہ سجھائی تھی۔

سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی ذاتِ گرامی کچھ ایسی تھی کہ ہمیشہ امتحانات اور آزمائشوں سے لبریز رہی ہے آپؑ کی حیاتِ طیبہ کا کوئی بھی لمحہ اور وقت ایسا نہیں گذرا ہے جو تکالیفِ شاقہ، مصائبِ شدیدہ سے الگ رہا ہو، ہمیشہ مصائب وآلام سے دوچار رہے جنمیں سے ایک امتحان آتش نمرود ہے یہ اسوقت کا واقعہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نمرود کے دربار میں پیش ہوئے تو آپؑ پر ذرہ برابر بھی گھبراہٹ نہیں تھی وہاں سب سے پہلے وہی سوال ہوا جس کا جواب نفیاً یا اثباتاً دینے کے بجائے آپؑ نے: **بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُهُمْ.** کہہ کر اس کی رگِ تعقل کو چھیڑا، اس پر کہا گیا **لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ ۰** یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ بول نہیں سکتے ان سے کیا پوچھا جائے اور یہ کیا بتائیں گے، اس نادانستہ طور پر بیچارگی کا اعتراف کرالینے کے بعد کچھ دیر آپ

خاموش رہے کہ شاید یہ خود ہی سمجھ لے، **مگر** نمرودِ مردود نے پھر وہی کہا کہ سچ سچ بتاؤ یہ حرکت **تم** سے سرزد ہوئی ہے **یا** نہیں؟ اب بھی نہ اقرار ہے اور نہ انکار فرماتے ہیں اور قوتِ متخیلہ پر ضرب لگاتے ہیں: چنانچہ ان لوگوں پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا اور **مزید انکو** لاجواب کرنے کے لئے فرمانے لگے: **اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّکُمْ • اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ •** اگر یہی بات ہے کہ تمہارے یہ **بت** قوتِ **نطق** سے یکسر عاری ہیں تو پھر معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر تم انہیں پوجتے کیوں ہو؟ اور کیوں ان چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی قدرت **رکھتی** ہیں؟ تم خود کو صاحبِ عقل و ذی شعور سمجھتے ہوئے بھی بے عقلوں کو **خدا** بنا بیٹھے ہو!!!۔

علامہ نسفیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے: **فَاِنَّ مَنْ لَّا یَدْفَعُ عَنْ نَفْسِہِ الْفَأْسَ کَیْفَ یَدْفَعُ عَنْ عَابِدِیْہِ الْبَأْسَ** (تحقیق جو ذات اپنے سر سے کلہاڑی کو دفع نہ کر سکے وہ اپنے پرستاروں کی بلا اور مصیبت کو کیسے دفع کر سکتی ہے) غرض یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ جوابِ لاجواب سُن کر **سب** خاموش ہو گئے اور اس نوعیتِ جواب اور **اندازِ** تخاطب نے نمرودِ مردود کا سارا غصہ ٹھنڈا کر دیا اور وہ فوراً حاکمانہ **پوزیشن** کے ساتھ مناظرانہ حیثیت میں **آ گیا** اور سزا و **جزا** کی طرف سے ہٹ کر اس کا خیال اللہ اور اس کی ذات وصفات کے متعلق سوال کرنے کی طرف **منتقل** ہو گیا اور ہو کیا گیا؟ گویا آپ نے اسے اس **پر** مجبور کر دیا، اس نے پوچھا **مَنْ رَّبُّکَ؟** بتا پھر تیرا رب کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: **رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ** وہ ہے جو زندگی بخشتا ہے اور موت طاری کرتا ہے، جلاتا اور مارتا ہے، نمرود بولا یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں اور اپنے انداز میں اس نے اس کا گونہ ثبوت بھی دیا، آپ طویل بحث میں اُلجھنا نہ چاہتے تھے، یہ دیکھ کر کہ یہ ابھی **تک** تہہ کو نہیں پہنچا اور اسباب و علل کی بحث میں اُلجھ گیا تو آپؑ نے عجلت سے **ایک** دوسری **بات** کہہ کر اس سفیہ و احمق شہنشاہ کا **ناطقہ** بند کر دیا اور فرمایا **فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ** میرا اللہ آفتاب کو مشرق سے **طلوع** کرتا ہے تجھے اگر کچھ قدرت ہے تو تو اسے مغرب سے **طلوع** کر کے دکھا دے، یہ **سنتے** ہی نمرود ششدر رہ گیا اور دم بخود ہو گیا، کہنے کو یہ چھوٹے چھوٹے اور بظاہر معمولی فقرے تھے **مگر** ان میں **ایک** دنیائے معانی پوشیدہ تھی کوئی آپ کے سامنے رائے گفتگو نہ **رکھتا** تھا، اس طرح بحث و گفتگو میں زیر ہو کر اور درباریوں کے مشورہ سے آپؑ کو آدابِ شاہی کی تحقیر کے الزام میں آگ میں جلائے جانے کا حکم **دیا گیا**۔

صاحبِ معالم التنزیل علامہ بغویؒ نے لکھا ہے کہ **جب** حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے انہیں آگ میں جلانے کا فیصلہ کر لیا (آپ کو حاضر کیا **گیا**، چنانچہ آپؑ **بیخوفانہ** سامنے جا کھڑے ہوئے نمرود بولا دیکھ اب بھی اپنے عقائد سے **باز** آجا، ورنہ آگ کا یہ قہارِ سمندر آن کی آن میں تجھے بھسم کر کے رکھ دے گا جلا کر راکھ بنا **دیگا** اور پھر دیکھوں گا کہ تیرا رب تجھے اس سے کیونکر بچا سکے گا، فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ موت کا خوف مجھے ایمان کی **دولت** سے محروم کر دے، رہا رب کے بچانے کا سوال

اس کے متعلق میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا) تو حضرت ابراہیمؑ کو **ایک** گھر میں بند کر دیا اور آگ جلانے کے لئے **ایک** احاطہ بنایا پھر اس میں **ایک مدت تک** طرح طرح کی لکڑیاں ڈالتے رہے اور حضرت ابراہیمؑ کی دشمنی میں کچھ ایسی صورت حال بن گئی کہ جو شخص مریض ہو جاتا تو یہ **نذر** مان **لیتا** تھا کہ میں اچھا ہو جاؤں گا تو ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے لکڑیاں ڈالوں گا، عورتیں اپنی محبوب چیزوں کے حصول کے لئے اس طرح **نذر** مانا کرتی تھیں کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو آتش ابراہیمؑ میں لکڑیاں ڈالوں گی لوگ لکڑیاں **خرید خرید** کر اس میں ڈالتے تھے، یہاں **تک** کہ جو کوئی عورت **چرخہ** کاتتی تھی وہ بھی اسکی آمدنی سے لکڑیاں **خرید** کر آتش ابراہیمؑ میں ڈالتی تھی یہ لوگ **ایک** ماہ **تک** لکڑیاں جمع کرتے رہے، اس کے بعد ہر جانب آگ لگا دی، آگ جلی خوب شعلے نکلے اور اس جگہ کی گرمی کا یہ حال تھا کہ جانور بھی وہاں سے **گزرتا** تھا تو اسکی گرمی کی شدت کی وجہ سے مرجاتا تھا، اسی موقع پر **گرگٹ** نے بھی کچھ کرتوت کر کے دکھائی اور اس نے بھی **پھونک** ماری، حضرت اُم **شریک**ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے **گرگٹ** کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ پر **پھونک** مار رہا تھا، (رواہ البخاری ص ۴۷۴ جلد ۲)۔

بالآخر ابلیس کے مشورہ سے منجنیق کے ذریعہ آگ کے حوالہ کر دیا گیا، چنانچہ آگ پر مقرر فرشتہ حاضر **خدمت** ہوا اور کہنے لگا کہ آپ چاہیں تو میں آگ کو بجھا دوں اسی طرح ہواؤں پر مقرر فرشتہ حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ چاہیں تو آگ کو ہواؤں میں اُڑا دوں: آگ کا **ایک** ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر سامنے لہریں لے رہا تھا چاروں طرف دشمنوں کا ہجوم تھا، یہ لرزہ خیز اور خوفناک تصور ہی قدم ثبات کو شکستہ کرنے کے لئے کافی تھا، موت وحیات کا معاملہ تھا تمام بشری کمزوریاں بھی ساتھ تھیں **مگر** آپؑ نے ہمت نہ ہاری مستقل مزاج رہے، عین اس وقت کہ آپ پھینکے جانے والے تھے دُعا کی **اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِي السَّمَآءِ وَاَنْتَ الْوَاحِدُ فِي الْاَرْضِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ** ۰ الٰہی آسمانوں اور زمین میں تیری ہی بادشاہت ہے، کوئی تیرا **شریک** وسہیم نہیں، تجھی پر بھروسہ ہے اور تو ہی بہت اچھا مدد کرنے والا ہے، بندہ اپنی بندگی کا اظہار کر چکا اللہ اور صرف اللہ کے لئے دُنیا کی بڑی سے بڑی مصیبت بھگتنے کے لئے تیار ہو گیا، امتحان ہو چکا تو آگ کو حکم ہوا **قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ** ۰ اے آگ ابراہیمؑ کے لئے سرد ہو جا اور انہیں صحیح وسلامت رکھ، گرنے سے پہلے آگ سرد ہو کر گلزار ہو گئی تھی، ذرہ برابر بھی **گزند** وتکلیف نہیں پہنچی۔

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں: کہ اللہ پاک کی طرف سے آگ کو حکم ہوا کہ ابراہیمؑ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ساری مخلوق اللہ کے فرمان کے تابع ہے، مخلوقات میں جو صفات ہیں اور تاثیرات ہیں وہ اللہ پاک کے پیدا فرمانے سے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کا انہیں خطاب ہوتا ہے وہ انہیں سمجھتے بھی ہیں گو ہم نہیں سمجھتے، آگ کو اللہ پاک کا حکم ہوا کہ ٹھنڈی ہو جا لہذا وہ سرد پڑ گئی اور چونکہ **برداً** کے ساتھ سلاماً بھی فرمایا تھا اس لئے اتنی ٹھنڈی بھی نہ ہوئی کہ ٹھنڈک کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ ہلاک ہو جاتے۔ حضرت ابراہیمؑ سات دن آگ میں رہے آگ نے ان پر کچھ بھی اثر نہ کیا ہاں **انکے** پاؤں میں جو بیڑیاں تھیں وہ جل گئیں، حضرت ابراہیمؑ آگ میں تھے کہ سایہ ڈالنے والا فرشتہ **انکے** پاس پہنچا جو انہیں کی صورت میں تھا وہ

انہیں مانوس کرتا رہا حضرت جبرئیل جنت سے **ایک** کرتہ اور قالین لے کر آئے (حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے اتار کر آگ میں ڈالا گیا تھا) حضرت جبرئیلؑ نے انہیں کرتہ پہنایا اور نیچے قالین بچھایا اور انکے ساتھ بیٹھ کر وہیں باتیں کرنے لگے، ادھر نمرود اپنے محل میں سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اس نے دیکھا کہ ابراہیمؑ باغیچہ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انکے ساتھ **ایک** شخص بیٹھا ہوا باتیں کر رہا ہے، آس پاس جو لکڑیاں ہیں انہیں آگ جلا رہی ہے، لیکن حضرت ابراہیمؑ صحیح سالم ہیں، باتوں میں مشغول ہیں، نمرود نے کہا کہ ابراہیمؑ تم اس آگ سے نکل سکتے ہو؟ فرمایا نکل سکتا ہوں یہ فرمایا اور اپنی جگہ سے روانہ ہوئے حتی کہ آگ سے باہر نکل آئے یہ دیکھ کر نمرود نے کہا کہ اے ابراہیمؑ تمہارا معبود تو بڑی قدرت والا ہے جس کے حکم کی آگ بھی پابند ہے، میں تمہارے معبود کے نام پر چار ہزار گائیں نذر کے طور پر ذبح کروں گا، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب تک تو اپنے دین پر رہے گا اللہ تعالیٰ تجھ سے کچھ بھی قبول نہیں فرمائے گا، تو اپنے دین کو چھوڑ دے اور میرا دین اختیار کر لے، نمرود نے کہا میں اپنے دین کو اور ملک کو نہیں چھوڑ سکتا ہاں بطور نذر کے جانور ذبح کر دوں گا اس کے بعد نمرود نے جانور ذبح کر دیئے اور حضرت ابراہیمؑ کو تکلیف پہنچانے سے بھی باز آ گیا (معالم التنزیل ص ر ۳۵۰/۲۵ر جلد ۳)۔

حضرت ابراہیمؑ کے دشمنوں نے خوب آگ جلائی اور بہت زیادہ جلائی جس کے بارے میں سورۂ صافات میں اسطرح فرمایا: **قَالُوا ابْنُوا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ** • کہنے لگے کہ اس کے لئے **ایک** مکان بناؤ پھر اسے سخت جلنے والی آگ میں ڈال دو، اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے اولاً آگ جلانے کے لئے مستقل **ایک** مکان بنایا پھر بہت زیادہ آگ جلائی جس میں حضرت ابراہیمؑ کو ڈال دیا، پوری قوم میں نمرود اور اسکی حکومت میں شخص واحد ہے جسے سب نے مل کر بہت بڑی آگ میں ڈال کر جلانا چاہا مگر اپنے مقصد میں ناکام اور نامراد ہوئے، ذلیل وخوار ہوئے اور انہیں نیچا دیکھنا پڑا اسکو سورۃ الانبیاء میں ایسے بیان فرمایا ہے **وَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ** اور سورۂ صافات میں **فَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ**۔

لہذا حضرت ابراہیمؑ کی حیاتِ مبارکہ سے موجودہ دور میں ہم سبھوں کو عبرت حاصل کرنے کی اَشد ضرورت ہے، آپ کی حیاتِ مبارکہ ملتِ بیضاء کو اسی بات کی تلقین کر رہی ہے کہ امتِ مسلمہ پر جب کبھی بھی حالات آئیں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے تو صبر کا دامن ہاتھ سے قطعاً ترک نہ کرے، بلکہ اپنے اندر استحکام پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنی کمی کو دُور کرنے کی کوشش کرے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدد و تعاون کی امید رکھے، نیز قرآن کریم کے اندر آئے ہوئے احکامات وبشارتوں پر خوب غور کرے کہ اللہ پاک کس محبت کے ساتھ فرما رہے ہیں؟ **اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ** کہ اللہ پاک صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں، **اِنَّ اللّٰهَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** کہ اللہ پاک ایمان والوں کو مولیٰ ہیں، **حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ** کہ ہمارے لئے اللہ کی ذات کافی ہے اور وہ کیا اچھا کارساز ہے، اللہ پاک ہمیں توحید کی دولت سے مالامال فرمائے! اور اس پر ہمیں اور ہماری نسلوں کو ہمیشہ ہمیش ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے! **اللہم توفنا مسلمین و الحقنا با لصالحین!!!**

صدائے حدیث

حج کے فضائل

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی
شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته أمه متفق علیه(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۱رج:۱)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کے واسطے حج کرے پس وہ اپنی عورت سے صحبت نہ کرے اور نہ فسق کرے تو وہ اس دن کی طرح ہے جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

عن أبی هریرةؓ قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم ای العمل أفضل؟ قال: إیمان بالله ورسوله قیل ثم ماذا؟ قال: الجهاد فی سبیل الله، قیل ثم ماذا؟ قال: حج مبرور متفق علیه (رص:۲۲۱رج:۱)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل بہتر ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، فرمایا پھر کونسا؟ فرمایا: کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا، کہا گیا پھر کونسا؟ فرمایا: مقبول حج۔

عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: العمرة إلی العمرة کفارة لما بینهما والحج المبرور لیس له جزاء إلا الجنةمتفق علیه(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۱رج:۱)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کیلئے کفارہ ہے جو ان دونوں کے درمیان میں ہوئے ہیں یعنی صغیرہ گناہ اور مقبول حج کا بدلہ صرف جنت ہے۔

عن ابی هریرةؓ قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: یاأیها الناس! قدفرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل أکل عام؟ یا رسول الله! فسکت حتیٰ قالها ثلاثاً فقال: لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال: ذرونی ماترکتکم فإنما هلک من کان قبلکم بکثرة سوالهم واختلافهم علی أنبیائهم فإذاأمرتکم بشیء فاتو منه مااستطعتم وإذا نهیتکم عن شیء فدعوه رواه مسلم(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۰رج:۱)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا پس فرمایا: اے آدمیوں! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کرو

پھر ایک شخص نے کہا ہم ہر سال حج کریں؟ پس حضور ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے یہ بات تین بار کہی پھر فرمایا: اگر میں ہاں کہتا تو مبادا ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم طاقت نہ رکھتے پھر فرمایا: مجھ کو چھوڑ دو جب تک کہ میں تم کو چھوڑے رکھوں پس وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے یعنی یہود ونصاریٰ کثرتِ سوال کی وجہ سے اور اپنے انبیاء کے اوپر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے (جیسے بنی اسرائیل کی قوم سے منقول ہے) پس جس وقت میں تم کو کسی چیز سے منع کروں پس تم اس کو چھوڑ دو۔

عن عائشةؓ قالت استأذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فی الجهاد فقال جهاد کن الحج متفق علیه (مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۱رج:۱)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کرنے کی اجازت مانگی پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا جہاد حج ہے یعنی تم پر جہاد نہیں ہے اور اگر استطاعت ہو تو حج کرو۔

صاحب روح البیان رص:۳۱۵ر پر لکھتے ہیں کہ انسان میں تین قوتیں ہیں (۱) قوۃ شہوانیہ بہیمہ (۲) قوۃ غضبیہ سبعیہ شیطانیہ (۳) قوۃ وہمیہ عقلیہ، جملہ عبادات سے مقصود ان قوتوں کو کنٹرول کرنا ہے، جیسا کہ صوم میں گذرا ہے، جو انسان ان قوتوں پر قابو اور کنٹرول پالیتا ہے تو اس کے اندر اچھی صفات ظاہر ہوتی ہیں قوتِ شہوانیہ کو روکنے کی طرف لفظ رفث اور فسوق کے لفظ سے قوتِ غضبیہ اور قوتِ وہمیہ کے کنٹرول کیلئے جدال کا لفظ لایا گیا ہے، کیونکہ وہاں دنیا کے مرد وعورت جمع ہوتے ہیں اس لئے ان چیزوں کی ممانعت کیلئے بہت جامع الفاظ رفث، فسوق، محظورات احرام اور جدال ساتھیوں کے ساتھ جھگڑا اور غصہ سب پر قدغن لگایا ہے، وہاں کسی بھی شخص کے ساتھ جدل وجدال، خدام ہوں رفقا ہوں اور دیگر افراد ہوں سخت برا ہے۔

عن علیؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ملک زاداً و راحلة تبلغه إلی بیت اللہ ولم یحج فلا علیه أن یموت یهودیاً أو نصرانیا وذلک أن اللہ تبارک وتعالیٰ یقول: وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیه سبیلاً (مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص سواری اور توشہ کا مالک ہو کہ اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے اور اس نے حج نہ کیا پس اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اور یہ جو کچھ مذکور ہوا ہے (زادراہ اور سواری کا یہ بطور شرط کے ہے اور اسی عبادت کے ترک پر وعید ہے) کہ اللہ تعالیٰ بابرکت وبرتر نے فرمایا: کہ اللہ کے واسطے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا واجب ہے اس پر کہ اس کی طرف طاقت رکھے۔

اسی آیت سے علماء نے حج کی فرضیت پر استدلال کیا ہے، چونکہ لفظ علی وجوب وفرضیت کیلئے ہے، اور فرض عین ہے اور عمر میں ایک بار فرض ہے حج کے تین فرض ہیں (۱) احرام (۲) وقوف بعرفہ (۳) طواف زیارت (شامی رص:۴۶۷)۔

واجبات پانچ ہیں(۱) سعی (۲)وقوف مزدلفہ(۳) رمی جمار (۴)احرام سے حلق یا تقصیر کےذریعہ نکلنا(۵)طواف صدر (تحفہ رص:۲۲۲)۔ یہ خاص افعال کا شمار ہے ورنہ واجبات حج ۴۰رسے زیادہ ہیں۔

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أراد الحج فليعجل (مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ حج کا ارادہ کرے پس چاہئے کہ جلدی کرے۔

عن ابن مسعودؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تابعوا بين الحج والعمرة فإنهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد والذهب والفضة وليس للحجة المبرورة ثواب إلا الجنة(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج اورعمرہ کو پے در پے کرو پس تحقیق ان دونوں میں سے ہر ایک فقر اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کا سونے کا اور چاندی کا میل دور کرتی ہے اور حج مقبول کے واسطے ثواب جنت ہے۔

عن بن عمرؓ قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! مايوجب الحج قال: الزاد والراحلة(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! حج کو کونسی چیز واجب کرتی ہے فرمایا: توشہ اور سواری۔

عن ابن عمرؓ قال: سال رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ما الحاج؟ قال: الشعث التفل فقام آخر فقال: يا رسول الله! أى الحج أفضل؟ قال العج والثج فقام آخر فقال يا رسول الله! ماالسبيل؟ قال: زاد وراحلة(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ حاجی کی صفت کیا ہے؟ فرمایا: سرغبار آلودہ پراگندہ بال پسینہ اور میل کی وجہ سے بوآتی ہو یعنی زینت کو چھوڑنے والا ہو، پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! حج میں کونسی چیزیں (حج کے ارکان کے بعد) بہت زیادہ ثواب رکھتی ہیں؟ فرمایا تلبیہ کہنے کے ساتھ آواز کا بلند کرنا اور قربانی یا ہدی کا خون بہانا پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! وہ راستہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام میں حج کی آیت میں آیا ہے **من استطاع اليه سبيلاً** سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: توشہ اور سواری مراد ہے۔

عن أبي رزين العقيلي أنه اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! إن أبي شيخ كبير

لا يستطيع الحج ولا العمرة ولا الظعن قال: حج عن أبيك واعتمر (مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ابورزین عقیلیؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے پھرانہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! تحقیق میرے والد بہت بوڑھے ہیں حج وعمرہ کے لئے سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی حج وعمرہ کے افعال نہیں کرسکتے اور نہ سوار ہوکران کیلئے جاسکتے ہیں،فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج کرواور عمرہ کرو۔

عن أم سلمة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أهلّ بحجةٍ أوعمرة من المسجد الأقصى إلى المسجد الحرام غفر له ماتقدم من ذنبه وماتأخر أو وجبت له الجنة(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جوشخص حج یا عمرہ کا احرام بیت المقدس سے مسجد حرام تک باندھے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں جواس نے پہلے کئے ہیں اوروہ گناہ جو بعد میں کرے گا فرمایا کہ اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔

وعن ابن عباسؓ قال: كان أهل اليمن يحجون فلا يتزودون ويقولون: نحن المتوكلون فإذا قدموا مكة سالوا الناس فأنزل الله تعالىٰ وتزودوا فان خير الزاد التقوىٰ(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یمن والے حج کرتے تھے اورتوشہ نہیں لیتے تھے اوروہ کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں پس جب مکہ میں آتے تو لوگوں سے مانگتے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ سوال کرنے کے بجائے توشہ اور پرہیزگاری اختیار کرواس لئے کہ بہترین توشہ پرہیزگاری ہے یعنی سفرآخرت کا توشہ ہے۔

عن عائشةؓ قالت قلت: يا رسول الله! على النساء جهاد؟ قال: نعم عليهن جهاد لاقتال فيه الحج والعمرة (مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا کہ عورتوں پر ایسا جہاد کہ اس میں لڑائی نہیں ہے کہ وہ حج اور عمرہ کریں۔

عن أبي أمامةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يمنعه من الحج حاجة ظاهرة أوسلطان جائر أومرض حابس فمات ولم يحج فليمت إن شاء يهوديا وإن شاء نصرانيا(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: کہ ایسا شخص کہ جس کوظاہری حاجت نے سواری نے اورتوشہ کے نہ ہونے نے یا ظالم بادشاہ نے یا قید کرنے والے مرض نے حج سے نہ روکا ہو پس وہ مرگیا اوراس نے حج نہ کیا پس اگروہ چاہے کہ یہودی ہوکرمرے اوراگر چاہے نصرانی ہوکرمرے۔

عن أبی هريرةؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم أنه قال: الحاج والعمار وفد الله إن دعوه أجابهم وإن استغفروه غفرلهم (مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۳رج:۱)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے پیغمبر ﷺ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر بخشش چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بخشش دیتا ہے۔

عن أبی هريرةؓ قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: وفدالله ثلثة الغازی والحاج والمعتمر (مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۲رج:۱)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ اللہ کے تین مہمان ہیں، جہاد کرنے والا، حج کرنے والا، عمرہ کرنے والا۔

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: إذالقيت الحاج فسلم عليه وصافحه ومره أن يستغفرلک قبل أن يدخل بيته فإنه مغفور له(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۳رج:۱)۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت تو حاجی سے ملاقات کرے یعنی جو حج کر چکے ہیں پس تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے کہہ کہ تیرے لئے اللہ سے بخشش طلب کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اس لئے کہ تحقیق وہ بخشا گیا ہے۔

عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله صلی الله عليه سلم: من خرج حاجا أومعتمرا أوغازيا ثم مات فی طريقه كتب الله له أجر الغازی والحاج والمعتمر (مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۳رج:۱)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے نکلا پھر اس کی راہ میں مر گیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہاد کرنے والے حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھتا ہے۔

عن بن عباسؓ قال: أتی رجل النبی صلی الله عليه وسلم فقال: ان اختی نذرت ان تحج وانها ماتت فقال النبی صلی الله عليه وسلم: لو كان عليها دين اكنت قاضيه قال نعم قال: فاقض دين الله فهو احق بالقضاء متفق عليه(مشکوٰۃ شریف رص:۲۲۱رج:۱)۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور وہ مر گئی پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتا؟ کہا کہ ہاں، فرمایا پس اللہ کا دَین بھی ادا کرو پس وہ ادا کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

شخصیات

مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

مولانا ڈاکٹر ابرار احمد اجراوی زید مجدہ
سابق معین المدرسین دارالعلوم دیوبند

یادش بخیر! دورۂ حدیث شریف کے سال شریکِ درس مولانا بشیر احمد سمستی پوری کے ہمراہ گنگوہ حاضری کا موقع ملا تھا اس وقت میرے وہم وخیال میں بھی نہ تھا کہ یہیں قاری شریف احمد صاحب گنگوہیؒ نام ونمود سے دور اور کسی ستائش اور صلے کی پروا کئے بغیر علم وعمل اور دعوت وعزیمت کی محفل سجائے بیٹھے ہیں، اگر پتہ چلتا تو دور سے ہی سہی اس جادو طراز اور سحر انگیز شخصیت پر ایک نظر ضرور ڈال لیتا، کیونکہ میں مردم بیزاری کی حد تک قلیل العلائق ضرور رہا ہوں لیکن باحیات اکابر وبزرگان دین اور سلف صالحین سے عقیدت مندی اور ان کی دست بوسی کے جذبے میں کبھی کمی نہیں آئی، بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر مجھے یہ کہنے میں کوئی تأمل نہیں کہ بزرگان دین اور اولیاء اللہ سے عقیدت مندی کا یہ مادہ عمر کے قافلے کے شانہ بشانہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، خیر وہاں حاضری کا شان نزول صرف مزار گنگوہی پر حاضری اور فاتحہ خوانی تھا، میرے ساتھی نے مزید کرم یہ کیا کہ انہوں نے یہ کہہ کر کہ یہ علاقہ کا ممتاز اور مشہور مدرسہ ہے، کسی قدر زبردستی جامعہ اشرف العلوم کی زیارت بھی کرائی، دور سے ہی سڑک کی دائیں جانب واقع منقش اور عالی شان صدر دروازے پر جو نظر پڑی تو اس کا رعب وجلال میرے خانۂ دل پر مرتسم ہوگیا کیونکہ اس دروازے کے گوشہ وکنار میں اس کے بانی محترم کا خلوص جلوہ آرائے عالم تھا، کشادہ درس گاہیں، منظّم مطبخ، دیدہ زیب دارالحدیث اور جاذب نظر قیام گاہوں اور تعلیمی نظم ونسق کا بھی جائزہ لے ہی لیا اور اس کے بعد براہ سہارنپور دیوبند لوٹ آیا، طلبہ یا مدرسین میں کوئی نہ تھا جس سے میری راہ ورسم رہی ہو اس لئے نہ مجھے کسی سے ملنے کی توفیق نصیب ہوئی اور نہ ہی اس کی میں نے کوئی ضرورت محسوس کی، اسے ذاتی قصوں کی پیوندکاری سے ہرگز تعبیر نہ کیجئے بلکہ بیان واقعہ ہے: قاری صاحبؒ کے انتقال کے بعد جب میں حضرت الاستاذ مولانا نور عالم خلیل امینی کے حکم سے ایک مضمون کا ترجمہ کرنے بیٹھا تب مجھے اس کے بانی اور مدرسہ کے قیام سے لے کر اس کی تعلیمی اور تعمیری ترقی میں ان کے خون جگر کی آمیزش کا علم ہوا اور اپنے سابقہ طرز عمل پر اپنے دل کو جم کر کوسا، یاد ماضی عذاب ہے یارب! بہر حال اب اس کی تلافی کی کوئی شکل نہ تھی، ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے۔

علمی میدان میں حضرت قاری صاحبؒ مرحوم کی خدمات سے ان کے انتقال اور ان کی زندگی پر شائع ہونے

والے تأثراتی مضامین کے توسط سے ہی واقف ہوسکا، راقم الحروف نے دیوبند کی طالب علمی کی سات سالہ زندگی اور معین مدرسی کا مختصر دورانیہ اپنی طبعی کمزوریوں کے **باعث** کچھ اس طرح گزارا ہے کہ دارالحکومت دہلی کو چھوڑ کر دیوبند سے باہر بہت کم جانے کا اتفاق ہوا، حد تو یہ ہے کہ دیوبندی سلسلے کی دوسری سب سے بڑی اور مرکزی درسگاہ مظاہر علوم کی زیارت سے میں اس سال بہرہ اندوز ہوسکا، جو معین مدرسی کا سال تھا کہ اس کے بعد دیوبند میں مزید قیام کے امکانات کے سارے دروازے تقریباً بند ہوچکے تھے، میں مردم بیزار تو کبھی نہیں رہا ہاں قلیل العلائق اور آج کل کے مفاد پرستانہ اور ضمیر فروشی اور خوشامدی کے مترادف تعلقات سے کوسوں دور رہا ہوں، جس کی قیمت مجھے کیا تاریخ کے ہر دور میں بہتوں کو ادا کرنی پڑی ہے۔

حضرت قاری شریف احمد صاحبؒ کی زندگی پر سب سے پہلا مضمون (جس کو میں نے حضرت الاستاذ مولانا نور عالم خلیل امینی کے حکم سے اردو کے قالب میں ڈھالا اور جو اس وقت کے مدرسی مجلّات میں شائع ہوا اور استاذ محترم کے خاص اسلوب نگارش کی وجہ سے بڑی دلچسپی سے پڑھا گیا تھا) ''الداعی'' میں پڑھا تھا، عدم تعلق کی بناء پر ان کی وفات کی خبر میرے لئے کوئی ایسا جانکاہ حادثہ تو نہ تھی جو دلوں پر بجلی گرادے لیکن اس پہلے مضمون سے ہی میں ان کے علم وفضل ،فکر ودانش، ورع وتقویٰ، دینی جذبہ، اشاعتِ دین کی تڑپ، امت مسلمہ کے لئے درمندی ودلسوزی اور ان کی تعلیمی وتدریسی خدمات کا معترف ہوگیا، یہ تأثر آج تک نہ صرف برقرار ہے بلکہ اس میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جارہا ہے، اس کی کئی وجہیں تھیں، الداعی کے صفحات پر حضرت الاستاذ کے قلم سے کسی شخصیت پر کسی مضمون کا چھپنا بجائے خود مرحوم شخصیت کی عظمت اور وقعت کا مظہر ہوتا ہے، اس مضمون کے پڑھنے کے بعد میرے اندروں میں ان کی زندگی کے دوسرے گوشوں کے بارے میں جانکاری حاصل کرنے کا شدید داعیہ پیدا ہوا، اس سلسلہ میں اشرف العلوم رشیدی میں برادرِ محترم مولانا محمد ساجد قاسمی کھجناوری کا بحیثیت استاد انتخاب اور مجلّہ ''صدائے حق'' کی اشاعت نے کلیدی رول ادا کیا اور تقریباً ہر شمارے میں ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر ان کے معاصرین، ان کے شاگردوں اور ان کے خوشہ چینوں کی کوئی نہ کوئی تحریر پڑھنے کو ملتی رہی اور میرے سابقہ تأثرات کو نہ صرف جلا ملتی رہی بلکہ معلومات کے نئے در بھی وا ہوتے رہے، اتنا کچھ پڑھنے کے بعد میرے اوپر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان کی شخصیت پر شائع ہونے والی کتاب میں اپنی تحریر شامل کرکے نہ صرف لہو لگا کر شہیدوں میں اپنا نام لکھا لوں بلکہ اس سعادت مندی سے محرومی کے قافلوں کے تعاقب سے بھی محفوظ رہ سکوں، کسی شخصیت پر تأثراتی مضمون لکھنے کیلئے اس کو کسی **ایک** حوالے سے جاننا ہی کافی ہوتا ہے اگر خاکہ لکھنا ہو تو اس شخصیت سے ملاقات وتعارف کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ چہرہ شناسی کی بنیادی شرط کی بناء پر اس کے بغیر خاکہ لکھنا ممکن ہی نہیں، سو میں خاکہ تو لکھ نہیں رہا کہ یہ خاکہ نگاروں کا کام ہے، ہاں ان کی شخصیت کے

ان نقوش کی صورت گری کرر ہاہوں جو پچاسوں صفحات پڑھنے کے بعد میرے قلب پر مرتسم ہوئے ہیں۔

گنگوہ کی سرزمین اقطاب عالم، صلحاء، فقہاء اور نامور علمائے دین کا منبع ومرکز رہی ہے، یہاں سے ہر دور میں قال اللہ وقال الرسول ﷺ کے زمزمے بلند ہوئے ہیں، ایمان ویقین کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جہاں گنگوہ کی روشنی نہ پہنچی ہو، یہاں کی مٹی میں ہی خدانے کچھ خاص ایسی عجیب صفات ودیعت کردی ہیں کہ جس نے اس مٹی سے جنم لیا وہ زندہ جاوید بن گیا اور افق عالم پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکا، حضرت قاری شریف احمد صاحب گنگوہیؒ نے بھی اسی خاک سے جنم لیا تھا اس لئے وہ بھی ان صفات کا عکس جمیل تھے، ان صفات پر انہوں نے زنگ لگنے نہیں دیا بلکہ وقت کے اکابر صلحاء اور عظماء کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے ان کے نقش ونگار اور ان کی آب وتاب میں اضافہ ہی کیا، مدرسی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہیں اکابر کے ایماء پر گنگوہ میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا جو صرف مدرسہ ہی نہیں کہلایا بلکہ ان کی شبانہ روز محنت، انتھک جدوجہد کی وجہ سے بہت جلد ہی تمام شعبہائے تعلیم میں دوسرے مدارس کے لئے رہنما اور مشعل راہ ثابت ہوا، مدرسہ کا نام اور کام سن کر طالبان علوم نبوی ؐ کا گروہ ہر دور میں وہاں فروکش ہوتا رہا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

حضرت قاری شریف احمد صاحبؒ نے گنگوہ کی تاریخی عظمت کا احترام کرتے ہوئے علم وعمل کی بزم سجا کر بڑوں سے کبھی غافل نہ ہوئے، بلکہ اکابر اہل اللہ کی صحبت سے ہمیشہ بہرہ یاب رہے، برابر ان سے تعلقات اور رابطہ استوار رکھا، اس کا اندازہ ان خطوط سے ہوتا ہے جو انہیں اپنے وقت کے نامور اکابر اور مشاہیر علمائے کرام نے لکھے ہیں، وہ وقفے وقفے سے اکابر اہل اللہ کے آستانوں پر حاضری دیتے اور ان کے مشوروں کی روشنی میں مستقبل کے منصوبے ترتیب دیتے اور اسی کے مطابق ان میں رنگ بھرنے کی کوشش کرتے، اولاً تو انہوں نے یہ مدرسہ ہی مظاہر علوم کے عالی مرتبت ناظم مولانا عبداللطیف صاحبؒ کے حکم کی تعمیل میں بشکل مکتب قائم فرمایا اور مدرسہ کا نام بھی منطقۂ علم ومعرفت مغربی اترپردیش کی ان دو شخصیتوں کے نام پر رکھا جو روح وروحانیت اور سلوک ومعرفت کی راہوں کے شناور تھے، مدرسہ کی عمارتوں اور تعلیمی نظم ونسق دونوں رشیدی جمال اور اشرفی جلال کے عکاس ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے ساتھ نہ صرف ان کا تعلق ہمیشہ استوار رہا بلکہ مراسلت اور مکاتبت کا وہ مضبوط سلسلہ قائم رہا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ برابر مدینہ منورہ کی وادیوں اور مکہ کے مقدس مقامات پر اس مدرسے کی ترقی کیلئے بارگاہ خداوندی میں دست بدعاء رہے، حضرت شیخ الحدیثؒ مدینہ طیبہ سے اپنے ایک خط (مؤرخہ ۱۹۸۱ء) میں لکھتے ہیں:

''یہ ناکارہ آپ کے مدرسہ کے لئے اور آپ کے لئے بہت اہتمام سے دعاء کرتا رہتا ہے اور آپ کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلوۃ وسلام پیش کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تم لوگوں کی مدد فرمائے اور مدرسہ کو خلفشار سے بچائے''۔

حضرت قاری شریف احمد صاحب گنگوہیؒ نے جب یہ مدرسہ قائم کیا تو اپنوں کے ساتھ غیروں نے بھی پیروں میں زنجیریں ڈالنے اور ان کے مقاصد کی تکمیل میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی، حالات بھی ان کے خلاف عصا بکف تھے، مشکلات ومسائل ان کا دامن پکڑ رہے تھے مگر حضرت قاری صاحبؒ کا دینی جوش وولولہ جوان تھا، دھن کے پکے تھے، انہوں نے حالات کی نامساعدت کی بالکل پرواہ نہ کی اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے، مدرسہ کی بلند وبالا عمارت اور تعلیمی توسیع ان کے ہی خلوص، دیوانگی کی حد تک بھاگ دوڑ کا نتیجہ ہے، مرحوم کے خون پسینے سے سیراب ہوکر ہی آج یہ چمن شاداب اور گل گلزار نظر آرہا ہے، مرحوم مدرسہ کیلئے ہر دم تیار اور مستعد، ہر دم بے چین اور بے قرار، اندیشۂ نفع وضرر سے اوپر اٹھ کر قوم وملت کی خدمت میں سرکھپاتے رہے اور اس شعر کی عملی تصویر بنے رہے کہ:

اگرچہ بت ہے زمانے کی آستینوں میں مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

بنے بنائے مدرسوں کی سربراہی کرنا اور اس کے ذریعہ اپنی شہرت کی دنیا بسا لینا آج کل عام ہوگیا ہے اور اس نسخے کو آزما کر بہتوں نے قوم وملت کی نام نہاد خدمت کا دم بھرا ہے، لیکن کسی ادارہ کو قائم کرنا اور پھر اس کو اپنی حین حیات ہی ترقی کی معراج پر پہنچا دینا تاریخ میں بہت کم لوگوں کے حصے میں آیا ہوگا، حضرت قاری صاحبؒ بیسویں صدی کی انہی یگانہ ہستیوں میں تھے جنہوں نے نہ صرف یہ کہ مدرسہ قائم کیا بلکہ اس کو تعلیمی، انتظامی اور تعمیری ہر اعتبار سے ممکنہ ترقی سے ہم دوش کر دیا، علاقہ میں اگر یہ مدرسہ اپنے فضلاء کی خدمات اور تعلیمی معیار کی بدولت جانا جاتا ہے تو اس میں حضرت قاری صاحبؒ کی جد وجہد اور اخلاص کا دخل ہے، آج کے سائنسی دور میں علم وفضل کی کوئی کمی نہیں ہے ہاں تقویٰ وطہارت اور خلوص وللٰہیت وہ جنس گراں مایہ ہے جو بتدریج عنقاء ہوتی جارہی ہے، حضرت قاری صاحبؒ نے اس گراں مایہ جنس سے حظ وافر پایا تھا جو ان کے ہر کام سے عیاں ہے ان کے صاحبزادے محترم مولانا مفتی خالد سیف اللہ اپنے والد محترم کے سچے جانشیں واقع ہوئے ہیں، صالح اولاد ہی نہیں ملی بلکہ وہ علم وعمل میں بھی اپنی مثال آپ ہیں اور تصنیف وتالیف کے مشغلہ میں بھی منہمک ہیں۔

حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ نے اپنے تأثرات میں بجا طور پر اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے، لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نام اور کام دونوں میں شریف، صاحبزادے مبتلائے صاحبزادگی نہیں بلکہ پیکر تواضع، ایک صاحبزادہ ترمذی شریف پر تحقیقی کام میں مصروف، ماضی سے نکل کر حال کو تابناک بنانے والے تو مستقبل ان کا کیسا تابدار ہوگا''۔

مضامین

قربانی کے فضائل واحکام

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب نقشبندی
شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

عن ام سلمةؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من کان لہ ذبح یذبحہ، فاذا اھلّ ھلال ذی الحجة فلا یاخذن شعرہ ولا من اظفارہٖ شیئاً حتیٰ یضحی۔ (صحیح مسلم رص:۱۶۰رج:۲)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو قربانی کرنی ہو اور ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ شخص اپنے بال نہ کٹائے اور نہ اپنے ناخن میں سے اس وقت تک کچھ ترشوائے جب تک قربانی نہ کرلے۔

اس حدیث کا تعلق اس شخص سے ہے جس کے ذمہ میں قربانی واجب ہو، اور جس کے ذمہ میں قربانی واجب نہیں اس کیلئے بھی یہ باتیں مستحب ہیں، جوایک دوسری حدیث سے ثابت ہے۔

سنّتِ ابراہیمی

عن زید بن ارقمؓ قال: قالوا: یارسول اللہ! ماھذہ الاضاحی؟ قال: سنة ابیکم ابراھیم، قالوا: مالنا منھا؟ قال: بکل شعرة حسنة، قالوا یارسول اللہ فالصوف؟ قال بکل شعرة من الصوف حسنةٌ (مسند احمد رص:۳۶۸رج:۴)۔

حضرت زید بن ارقمؓ سے منقول ہے کہ لوگوں نے دریافت کیا یارسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے، لوگوں نے پوچھا ہم کواس میں سے کیا ملتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہر بال کے بدلے نیکی، تولوگوں نے عرض کیا بھیڑ کے اُون کا کیاحکم ہے؟ فرمایا اُون کے ہر بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔

قربانی کا وجوب

ہجرت کے دوسرے سال قربانی واجب ہوئی، اس اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ر سال تک مسلسل قربانی کی اور قربانی نہ کرنے والوں پر عتاب بھی فرمایا۔

عن ابن عمرؓ قال: قام النبی صلی الله علیه وسلم بالمدینة عشر سنین یضحّی (ترمذی رص:۱۸۲رج:۱)۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا: کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال رہ کر مسلسل قربانی کرتے رہے۔

قربانی کے دنوں میں کوئی عمل قربانی سے بڑھ کر نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ماعمل آدمی من عمل یوم النحر أحبُّ الی الله من اهراق الدم، فانّه لتأتی یوم القیامة فی فرشه بقرونها وأشعارها وأظلافها، وانّ الدم لیقع من الله قبل أن یقع من الأرض، فطیّبو بها نفساً** (ابن ماجہ،ترمذی)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قربانی کے دنوں میں کوئی عمل حق تعالیٰ کو (جانور) کا خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں اور یہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبول کرلیا جاتا ہے، لہذا تم خوشدلی سے قربانی کیا کرو۔

حیثیت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر وعید

ابو هریرةؓ رفعه من کان له سعةٌ ولم یضحّ فلا یقربنّ مصلّانا (رواہ ابن ماجۃ کمافی جمع الفوائد)۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جس آدمی کے پاس وسعت ہو پھر بھی وہ قربانی (کا ارادہ) نہ کرے وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے **عشرۂ ذی الحجہ** سے بہتر کوئی زمانہ نہیں، ان میں **ایک** دن کا روزہ **ایک** سال کے روزوں کے **برابر** اور **ایک** رات میں **عبادت کرنا** شب قدر کی عبادت کے **برابر** ہے (ترمذی، ابن ماجہ)۔

غرباء کیلئے قربانی کا بدل

اگر کوئی شخص وسعت نہ ہونے کی وجہ سے قربانی نہیں کرسکتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی نعم البدل بتادیا ہے:

عبدالله ابن عمرو بن العاصؓ رفعه، امرت بيوم الاضحٰى عيداً جعله الله لهذه الامّة، قال له رجلٌ : يارسول الله! ارأيت ان لم اجد الّا منيحة انثىٰ أفاضحي بها؟ قال لا، ولٰكن تاخذمن شعرك وتقلم أظفارك وتقص شاربك وتحلق عانتك فذلك تمام اضحيتك عندالله (ابوداؤد رص:۳۸۵رج:۲)۔

عبداللہ ابن عمرو بن العاصؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً **نقل** کیا آپ نے فرمایا: مجھے قربانی کے دن عید منانے کا حکم ہوا ہے، اس کو اللہ نے میری امت کیلئے مقرر فرمادیا ہے، ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! مجھ کو کسی نے مادہ جانور دودھ پینے کیلئے دیا ہے اس کے سوا کوئی دوسرا جانور مجھ کو نہیں ملتا تو میں کیا اسی کی قربانی کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس کی قربانی مت کرو، لیکن تم اپنے **بال** کٹوالو، **ناخن** ترشوالو، **مونچھیں** کتروالو، اور **زیرِ ناف بال** کاٹ لو، اللہ کے **نزدیک** تمہاری قربانی یہی **مکمل** ہوجائے گی۔

حق تعالیٰ پوری امت مسلمہ کو قربانی کے اجر وثواب اور اس کی برکات سے **مستفیض** ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین۔

مضامین

نفاق اور فتنوں کا دور

مولانا محمد احسان رشیدی بہٹوی
مدرس حدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

نبی ﷺ نے فتنوں کی آمد کے سلسلہ میں جو پیشن گوئیاں ارشاد فرمارکھی ہیں آج ہو بہو پیش آرہی ہیں، آج گھر گھر، گلی گلی، محلّہ، قریہ، شہر، برِصغیر، برِکبیر ہر جگہ فتنے پوری شدت کیساتھ سر ابھار رہے ہیں، ممالک اسلامیہ پر ہر طرف سے یورش اور یلغار ہے احتجاجات کا **ایک** سیلاب امنڈ آیا، آپس میں **ایک** دوسرے کی جان کے پیاسے بن گئے، یہود و **نصاریٰ** کی حمایت حاصل کر کے حملہ کئے جارہے ہیں۔

آج پورا عالم کرب و بے چینی کے دور سے گذر رہا ہے، مسلمان مظلوم بے بسی بے کسی کے عالم میں زندگی گذار رہے ہیں، ہر طرف سے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں، کہیں علاقائی طور پر کہیں صوبائی سطح پر **نشانہ** بنایا جارہا ہے، خصوصاً ممالک اسلامیہ **نشانہ** پر ہیں، یہود و **نصاریٰ** مشرکین **بدھشٹ پارسی** سبھی کا مشترکہ **نظریہ** اور خیال یہ ہے کہ مسلمانوں کو **دبایا** اور کچلا جائے ان کو طاقت ور نہ ہونے دیا جائے طاقت ور کو کمزور کیا جائے اقتصادی معاشی علمی توانائی ترقی بالکل نہ کر **پائیں**، تجربہ میں یہی آرہا ہے کہ جہاں کہیں کتاب وسنت کے حامل مسلمان **نظر** آتے ہیں ان پر مسلکی اختلافات کو ہوا دی جاتی ہے۔ ان کے مقابلہ شیعہ، قادیانیوں وغیرہ کو کھڑا کر کے آپس میں ٹکرا **دیا** جاتا ہے اور سنی کتاب وسنت کے حامل لوگ پھر بھی دب نہ **پائیں** تو شیعوں کا خود ساتھ **دیکر** حملے کر دیتے ہیں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی ملک ایسا **باقی** نہ رہے کہ اس کا سربراہ ہمارے **تابع** نہ ہو، یوں تو اکثر ممالک اسلامیہ کے سربراہ و حکمراں حضرات پہلے ہی سے یہود و **نصاریٰ** کے ہم خیال ہیں اور مغربی تہذیب میں یقین رکھتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی تہذیب آج کی ضرورت ہے اس کے بغیر ترقی **ناممکن** ہے، اس حکمراں طبقہ کے اکثر حضرات امریکہ برطانیہ اور یورپی ممالک کی یونیورسٹیوں کے تعلیم **یافتہ** وتربیت **یافتہ** ہیں جنہوں نے **عریانیت** بے حیائی کے ماحول میں تعلیم حاصل کی ہے **ایک** طویل عرصہ یہود و **نصاریٰ** کے ماحول میں گذرا ہے

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبتِ طالح ترا طالح کند

کے پیش **نظر** ان حکمرانوں کی طبیعتیں یہود و **نصاریٰ** کے ہم آہنگ ہوجاتی ہیں، اب ان کو وہی تہذیب پسند

آتی ہے جو یہود ونصاریٰ کی ہے اور یہ طبقہ بھی اسلامی تہذیب سے ٹھیک اس طرح **نفرت** کرتا ہے جس طرح یہود **ونصاریٰ نفرت** کرتے ہیں، پھر یہی لوگ آ کر مسلم ممالک کے حکمراں وسربراہ بن جاتے ہیں، اوراپنے ملک میں وہی **قوانین** نافذ کرتے ہیں جو یہود**ونصاریٰ** کو پسند ہیں، سچے حق پرست کامل ایمان والوں کوحقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ترقی میں بہت پیچھے ہیں اوران کوقدامت پسند فرسودہ خیالات کا حامل گردان کران کوخاطر میں نہیں لاتے ، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ کھلم کھلا اسلامی عقائدواعمال اقدار وروایات اور علماء امت مشائخ ملت کے خلاف اپنی زبان نہیں کھولتے ، اس بات سے ڈرتے ہیں کہ عوام ہمارے خلاف نہ ہوجائے اور کبھی کبھی دوچار جملے اسلام کی حمایت میں بھی بول دیتے ہیں جبکہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہیں صرف لوگوں کواپنی طرف سے مطمئن اورخوش کرنے کیلئے یہ الفاظ انہوں نے اپنی زبان سے ادا کئے ہیں، اقتدار پر قابض رہنے اور کرسی سے چپکے رہنے کی اگر مجبوری نہ ہوتو پھر آپ دیکھیں کہ حق پرست اور اسلام پرست طبقہ کے خلاف کیسی زبان استعمال کریں ، میں **برملا** کہتا ہوں کہ وہ لوگ اپنی ذاتی اور انفرادی مجلسوں میں ان مشائخ اور علماء پرایسی زبان بولتے ہیں کہ یہود**ونصاریٰ** بھی شرماجائیں، یہی وجہ ہے کہ آئے دن حق پرست مسلمانوں کوطرح طرح کے بہانے بتا کر جیلوں میں ڈالا جاتا ہے۔

آج امریکہ دنیا کے اکثر حصہ پر بالواسطہ حکمرانی کررہاہے، امریکہ کوشیعہ اورسنیوں سے کوئی سروکار نہیں بس ہمارے تابع ہونا چاہئے ، دنیا اس بات کوتسلیم کررہی ہے کہ امریکہ کا سب سے بڑا مدمقابل طبقہ غیور مسلمانوں کا ہے جو امریکہ سے ہر جگہ براہِ راست لوہا لے رہاہے ورنہ کوئی ملک نہیں ہے جو امریکہ سے ٹکر لینے کو تیار ہو، دین پسندوں کا یہ طبقہ امریکہ کے سامنے کسی قیمت پر سرنگوں ہونے کو تیار نہیں ہے، جبکہ دنیا بھر کے اکثر مسلم حکمراں اس کے ہاں جی کے تابع ہیں سب اس کوسلامی پیش کرتے ہیں اس کی تعریف ومدح سرائی کرتے ہیں اوراطاعت کیلئے ہمہ تن متوجہ ہوجاتے ہیں، امریکہ کے مفادات کو بروکار لاتے ہیں اپنی بہترین خدمات پیش کرتے ہیں یہی آج کے پکے منافق ہیں جو دنیا اور جاہ کی محبت میں اسلام کو پامال کررہے ہیں ، یہ لفظی مسلمان ہیں جواپنے **نظریات** اور خیالات کے اعتبار سے یہودی ونصرانی ہیں، آج امریکہ اعلان کرتا ہے کہ کوئی بھی جماعت ادارہ ملک ہماری تبعیت سے ہٹ کر وجود میں آتا ہے تو ہم اس کو برداشت نہیں کریں گے، کھلم کھلا کہہ دیا ہے کہ اسلامی اسٹیٹ کو برداشت نہیں کریں گے، ایک ملک تو کیا ایک شہر میں بھی اسلام نافذ نہیں ہونے دیں گے سرفروشانِ اسلام اورحق پسند دیوانوں کی ایک جماعت ہے جو اسلام کے تحفظ اور بقاء کیلئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھے سرگرم عمل ہے، ان بندگانِ خدا کو اگر کوئی نقصان پہونچارہاہے تو یہ منافقین کا طبقہ ہے اللہ تعالیٰ فتنوں اور نفاق سے ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین۔

مضامین

کرایہ داران اور مکان مالکان کے رویے

مفتی ناصرالدین مظاہری
استاذ جامعہ مظاہرعلوم وقف سہارنپور

ہیلو! میں عبداللہ بول رہا ہوں، مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے کہ میں نے اپنے مکان کا نیچے والا حصہ کرایہ پر دے دیا، کرایہ دار ایک مدت تک کرایہ دے کر رہتا رہا، اب مجھے اپنے بچے کی شادی کرنی ہے اس کے لیے رہنے کا نظم کرنا ہے، کرایہ دار سے مکان خالی کرنے کے لئے بولا تو اس نے صاف منع کردیا اور کہا کہ خالی کرنے کے دس لاکھ روپے لوں گا، اب میں کیا کروں؟ میں نے جواب دیا کہ پولیس میں استغاثہ دائر کرو، کہنے لگا وہاں کرایہ دار نے پہلے ہی جیب گرم کررکھی ہے اس لئے پولیس بالکل نہیں سن رہی، میں نے کہا کہ دارالافتاء سے فتوی لے لو اور اسے وہ فتویٰ دکھادو، جواب دیا کہ وہ فتویٰ کیسے مانے گا اس کا پورا کاروبار سود پر مشتمل ہے، جوا اور سٹہ کا بڑا کاروباری ہے، رات کو شراب پی کر ہنگامہ آرائی کرتا ہے، مرنے مارنے کی دھمکیاں دیتا ہے، میں نے کہا عدالت میں کیس کردو، جواب دیا کہ کیس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں لیکن عدالتیں وقت اتنا لگادیتی ہیں کہ انسان کا روپیہ بھی خوب ضائع ہوتا ہے اور پیسہ بھی اور انصاف ملے نہ ملے۔

یہ کسی ایک عبداللہ کی کہانی نہیں ہر گھر کی کہانی ہے، میرے ایک واقف کار ہیں پارک سرکس کلکتہ میں، وہ کہنے لگے کہ مجھ سے میرے کرایہ دار نے مکان کا ایک حصہ خالی کرنے کے دس لاکھ روپے لئے تھے، میں نے کہا گویا جتنے دئے تھے وہ سارے لے لئے، بولے نہیں جناب اس کے کرایہ کی کل رقم ایک ڈیڑھ لاکھ ہی ہوئی ہوگی۔

دارالعلوم دیوبند مظاہرعلوم (وقف) سہارنپور یہ دونوں ہندوستان کے قدیم مدارس ہیں ان کے پاس اپنے اوقاف ہیں لیکن حکومت کی طرف سے کرایہ داری کا جو نظام اور قانون ہے وہ ایسا ہے کہ مالک مالک نہیں رہتا کرایہ دار ہی مالک بن بیٹھتا ہے، کرایہ اتنا کم کہ اس سے زیادہ بچے "چیز" کے نام پر والدین سے یومیہ پیسے لے لیتے ہیں۔

دونوں ادارے کرایہ داروں کی بے اعتدالیوں، بدمعاشیاں، سینہ زوریوں سے تنگ آچکے ہیں، اپنی مرضی سے کرایہ بڑھا نہیں سکتے، دکان یا مکان خالی نہیں کراسکتے، خالی کرنے کو کوئی تیار ہوجائے تو اچھی خاصی رقم کا مطالبہ ہوتا ہے۔

شرعامکان یا جائداداس کے مالک کی ہی ہے اور حسب معاہدہ جب چاہے خالی کرالے لیکن قانون نے بے دست وپا کررکھا ہے، بعض کرایہ دار توکسی دوسرے کو بغیر اجازت کے دکان یا مکان زیادہ روپے لے کر تھما دیتے ہیں، بہت سے لوگ بلاضرورت جائداد کو اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں تاکہ مستقبل میں کام آسکے، حالانکہ حکومت اپنی اراضی طاقت کے زور پر جب چاہتی ہے خالی کرالیتی ہے بلکہ طاقت کے زور پر جب چاہتی ہے دوسروں کی املاک پر بھی بلڈوزر چلادیتی ہے، مکان مالکان آہ کریں تو جیل میں اور خود محلّہ کے محلّہ غیر قانونی غیر اخلاقی طور پر گرادیں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

جائز ناجائز، حلال وحرام یہ سب چیزیں ان کے لئے ہیں جنھیں خوف خدا ہے ان پر کیا اثر پڑے گا جو جانتے ہی نہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔

پہلے ان بے دینوں، دین بیزاروں، اسلامی تعلیمات سے یکسر محروموں کو دین پر لانے کی کوشش کی جائے، حکومت سے کرایہ داری کے قانون میں ترمیم کی درخواست کی جائے، ورنہ اب وقت آگیا ہے کہ لوگ ضرورت مند شریفوں کو بھی کرایہ پر مکان ودکان نہیں دے رہے ہیں کیونکہ انھیں خطرہ ہے قبضہ کا، خطرہ ہے یکمشت رقم کے مطالبہ کا۔

کل ہی ایک صاحب کہنے لگے کہ میرا کرایہ دار مکان خالی کرنے کے دس لاکھ روپے مانگ رہا ہے اور میں نے اس کو ایسے وقت میں سہارا اور چھت دی تھی جب اس کے پاس پورے شہر میں بیگ رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی، کرایہ دار یہ بھی کہتا ہے کہ ''یا تو دس لاکھ روپے دے کر مجھے گھر سے بے گھر کردے یا تو ہی دس لاکھ روپے لے لے اور خود گھر سے باہر نکل لے۔

حضرت مولانا شیخ محمد یونس رحمہ اللہ مظاہر علوم میں شیخ الحدیث تھے، جو کمرہ مدرسہ کی طرف سے مفت میں ان کے زیر استعمال رہتا تھا حضرت پابندی سے اس کا بھی کرایہ ادا فرماتے تھے، بجلی اور پانی کے پیسے بھی دیتے تھے اور کبھی بھی دیواروں میں ایک کیل بھی نہیں ٹھونکنے دی، فرماتے تھے یہ مالِ وقف ہے اس میں اپنی مرضی سے تصرف کی شرعا اجازت نہیں ہے۔

کرایہ داروں کو چاہئے کہ معاہدہ پورا ہونے پر دکان یا مکان خالی کردیں ورنہ باہمی رضامندی سے اگلا معاہدہ طے کرلیں۔ملکیت مالک مکان کی ہے مرضی اسی کی چلے گی۔

بات جب کرایہ داروں اور مکان مالکان کی چل ہی رہی ہے تو لگے ہاتھوں بڑی صاف گوئی کے ساتھ عرض

کروں کہ بہت سے مکان مالکان کے رویے اور حرکتیں اسلام اور تعلیمات اسلام کے بالکل منافی ہیں۔

بہت سے مالکان اپنے مکان کے ساتھ کرایہ دار کے بیوی بچوں تک کو اپنی ملکیت سمجھنے کا گناہ کرتے ہیں، بغیر اجازت کے کرایہ والے گھر میں داخل ہوجانا، ایسے وقت میں اچانک پہنچ جانا جب مرد حضرات باہر کام پر گئے ہوں، کرایہ دار کی عورتوں کے ساتھ دست درازی، حیاوشرم کی دھجیاں یہاں تک کہ غلط کاری سے بلاتکاری تک کے اتنے کیس اور واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ ان کا بیان کرنا اس سنجیدہ رسالہ میں ممکن نہیں ہے۔

مکان مالکان کے رویے اتنے غیر شریفانہ، غیر اخلاقی اور غیر شرعی ہوتے ہیں کہ عزت دار شریف انسان روز جیتا اور روز مرتا ہے، بہت بار تو کرایہ دار کی بہو بیٹیوں کو لے کر فرار بھی ہو چکے ہیں، غریب کرایہ دار کیا کرے، جائے تو کہاں جائے، فریاد کس سے کرے، منصفی کس سے چاہے، ہر جگہ پیسے کا کھیل ہے اور پیسہ تو پہلے ہی پہنچ جاتا ہے، ایسی صورت میں انسان صرف اپنی بے بسی، بے کسی، ناچاری، ناداری اور غربت ہی کو کوستا ہے، چھپ چھپ کے آنسو بہاتا ہے۔

ایک مکان مالک کو اس کے کرایہ دار نے جب سختی سے منع کیا کہ گھر نہ آیا کرے تو شراب کے نشے میں دھت مکان مالک نے کہا کہ مجھے کوئی نہیں روک سکتا ہے اور زیادہ کرے گا تو تجھے اندر کرادوں گا۔

ایک عالم دین نے بند ھے لفظوں میں مکان مالکان کی عیاشیاں، رنگ رلیاں اور بدمعاشیاں بتائیں اور کہا کہ کرایہ دار تو صرف ''جرم'' کرتا ہے مکان مالکان تو ''جرائم'' کرتے ہیں۔

یہ راقم حروف بھی کرایہ کے مکان میں رہ کر کرایہ کے تجربات کر چکا ہے، مکان مالک ایک نمبر کا حریص تھا، حالانکہ میں وقت پر کرایہ دے دیتا تھا لیکن پھر بھی کبھی قرض کے نام پر دوسو چار سو پانچ سو روپے مانگتا رہتا تھا، اکثر وبیشتر اپنے بچوں بچیوں کے ذریعہ روٹی، سالن، سبزی مانگنے کی بھی عادت تھی، ایسا بھی ہوا کہ کبھی شکوہ کر رہا ہے کہ اس بار بجلی کا بل بہت آ گیا، پانی بہت خرچ ہو رہا ہے، بچے شور بہت کرتے ہیں، سوچیں ایسا شخص جس کے پاس کوئی بھی مشین نہیں، پریس نہیں، مکسر یا جوسر مشین نہیں، کولر اور فریج نہیں اس سے یہ سب کہنے کا کیا فائدہ؟ پھر بھی عموماً مکان مالکان اسی رویہ کے دیکھے اور سنے ہیں اور ایک صاحب تو کہنے لگے کہ میں تین چار مہینوں سے زیادہ کسی کو نہیں رہنے دیتا ورنہ قبضہ کر لیتے ہیں۔

☆☆☆

مضامین

ذکراورذاکرین کی فضیلت

مرغوب الحق گنگوہی

ذکر کے حلقے جنت کے باغات

حدیث(۱)**أخرج البیهقی عن أنس قال: قال رسول اللهﷺ إذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالو: یارسول الله وما ریاض الجنة؟ قال حلق الذکر ۔**

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے حضورﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں سے گذرو تو خوب چرا کرو، صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ ارشاد ہوا ذکراللہ کے حلقے۔ اب جو مشائخ صبح وشام جنت کے باغات کی سیر کرتے ہیں اور کراتے ہیں وہ کسقدر قابل احترام اور لائق اکرام ہوں گے؟ اگر ہمارا کوئی دوست کسی پارک اور گارڈن(Garden) میں گھمانے ہی لیجائے ہم اس کا کس قدر شکریہ ادا کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، یہ ہمارا بہترین دوست ہے۔ اور جو اولیاء اللہ جنت کے باغات کی سیر کراتے ہوں ہم ان کو اپنا رفیق ومہربان سمجھنے کے بجائے کچھ اور سمجھ رہے ہیں یہ کیسی عجیب بات ہے؟۔

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ اس حدیث کی تشریح میں فضائل ذکر ص ۲۳۶ ر پر لکھتے ہیں: مقصود یہ ہے کہ کسی خوش قسمت کی ان مجالس کے حلقوں تک رسائی ہوجائے تو اس کو بہت زیادہ غنیمت سمجھنا چاہیئے کہ یہ دنیا ہی میں جنت کے باغ ہیں۔ اور ''خوب چرو'' سے اس طرف اشارہ ہے کہ جیسے جانور جب کسی سبزہ زار یا کسی باغ میں چرنے لگتا ہے تو معمولی سے ہٹانے سے بھی نہیں ہٹتا بلکہ مالک کے ڈنڈے وغیرہ بھی کھاتا رہتا ہے لیکن ادھر سے منہ نہیں موڑتا، اسی طرح ذکر کرنے والے کو بھی دنیاوی تفکرات اور موانع کی وجہ سے ادھر سے منہ نہ موڑنا چاہیئے۔ اور جنت کے باغ اس لئے فرمائے ہے جیسا کہ جنت میں کسی قسم کی آفت نہیں ہوتی اسی طرح یہ مجالس بھی آفات سے محفوظ رہتی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہے، یعنی دل میں جس قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں: تکبر، حسد، کینہ وغیرہ ذکر سب ہی امراض کا علاج ہے صاحب ''الفوائد فی الصلات والعوائد'' نے لکھا ہے کہ ذکر پر مداومت کرنے سے آدمی تمام آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

علم وذکر کی مجلسوں کی فضیلت

حدیث(۲) **أخرج بقی بن مخلد عن عبدالله بن عمرو أن النبی ﷺ مر بمجلسین أحد المجلسین یدعون الله ویرغبون الیه والآخر یعلمون العلم فقال: کلا المجلسین خیر وأحدهما أفضل من الآخر ۔**

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا گذر دو مجلسوں پر ہوا جن میں سے ایک اللہ کو یاد کرنے اور اس کی طرف توجہ میں مشغول تھے اور دوسرے علم کے سیکھنے میں لگے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا دونوں ہی مجلسیں خیر پر ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے سے افضل ہے۔

فائدہ: اس سے علم وذکر کی مجالس کے فضائل ومناقب ثابت ہورہے ہیں جن کو بعض لوگ انفرادی عمل بتارہے ہیں **لاحول ولا قوة الا بالله**، نیز اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرات صحابۂ کرامؓ ذکر کے حلقے بھی لگاتے تھے اور علم حدیث وفقہ کے بھی، اسی طرح قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے بھی۔ نیز **وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الآیہ** کی تفسیر میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علم وذکر کے حلقے صحابۂ کرامؓ میں جاری تھے، پھر بعض محدثین کا انکار کرنا صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے، الا یہ کہ یوں کہا جائے کیونکہ صحابۂ کرامؓ کو جہاد کی بھی بڑی مصروفیت تھی اور خود ان کے دیگر معاملات بھی تھے اس لئے اگر سب کو ہر وقت اس طرح کی فرصت نہ ملے تو کوئی تعجب کی بات نہیں، لیکن جب انکو اس کی فرصت ہوتی تھی تو وہ ضرور اس کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرتے تھے، کیونکہ اس چیز کی ضرورت بہرحال ہر شخص کو ہوتی ہے جیسا کہ دیگر آیات وروایات سے بھی معلوم پڑتا ہے۔

ذکر کی مجلس میں شرکت چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے

عبدالملک ابن میسرہؒ کہتے ہیں کہ میں نے کردوسؒ کو سنا انہوں نے کہا کہ میں نے ایک بدری صحابی سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس مجلس میں بیٹھوں یہ مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے عرض کیا اس مجلس سے کونسی مجلس مراد ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ذکر اللہ کی مجلس (بیہقی رص ۱۴۱۰ رج ۱)۔

اجتماعی ذکر کی برکت سے مغفرت کا پروانہ

حدیث(۳) **أخرج البیھقی عن عبدالله بن مغفل قال: قال رسول الله ﷺ مامن قوم اجتمعوا یذکرون الله إلا ناداھم منادٍ من السماء قوموا مغفوراً لکم قد بُدّلت سیئاتکم حسناتٍ۔**

ترجمہ: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

فائدہ: سبحان اللہ العظیم! ذکر اللہ اتنا اونچا عمل ہے کہ اس کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور حسنات میں تبدیل ہو جاتے ہیں، یہ اللہ پاک کی ایک شان عطاء ہے، شانِ کرم ہے اور شانِ رحمانیت ہے جس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ کوئی غلطی کرے مستحق تو اس کا تھا کہ سزا ملے چہ جائے کہ معاف کردیا جائے اور اس کو بھی نیکی میں تبدیل کردیا جائے، اللہ پاک کی ان عطاؤں پر بھی اگر ہم غور نہ کریں تو ہم سے بڑا احمق کون ہوگا، اور یہ سب ذکر اللہ کی برکات ہیں کہ سیئات حسنات سے تبدیل ہورہی ہیں اور عذابات سے حفاظت ہورہی ہے۔

اہل کرم کون ہیں؟ (یعنی مکرّم عنداللہ)

حدیث(۱۱) **أخرج البیھقی عن أبی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ قال: یقول الرب تعالیٰ یوم القیامة سیعلم اھل الجمع الیوم من اھل الکرم، فقیل ومن اھل الکرم یا رسول الله؟ قال: اھل مجالس الذکر فی المساجد۔**

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج اہل جمع، اہل کرم سے ممتاز ہوجائیں گے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ اہلِ کرم کون لوگ ہیں؟ فرمایا مساجد میں ذکر کی مجلسیں (قائم کرنے والے) ہیں۔

(الحاوی للفتاویٰ للعلامۃ سیوطیؒ ر ص ۳۹۱ ر ج ۱ ر واخرجہ البیہقی فی شعب الایمان ر ص ۱۰۴ ر ج ۱)

فائدہ: یہ سعادت مشائخ خانقاہ کو حاصل ہوتی ہے، وہی صبح وشام ذکر اللہ کے حلقے قائم کرتے ہیں۔

کونسی مسجد سب سے افضل ہے؟

نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

عن ثور بن يزيد ، عن أبي بكر والضحاک کلاهما من أهل الشام قال: سئل رسول الله ﷺ أي المسجد خير قال: أكثرهم ذكراً لله قال: فأي الجنازة خير ؟ قال: أكثرهم ذكراً لله قال: فأي الجهاد خير؟ قال: أكثرهم ذكرّالله قال: فأي الحجاج خير؟ قال: أكثرهم ذكرالله۔

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا **کونسی** مسجد بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا جس میں سب سے زیادہ ذکر اللہ ہوتا ہے پوچھا گیا کہ کس شخص کا جنازہ بہتر ہے فرمایا جو شخص اللہ کو زیادہ یاد کرنے والا ہوتا ہے۔

ساری فضیلت ذاکرین ہی لے گئے

قيل: فأى المجاهدين خير؟ قال: أكثرهم ذكرّالله قيل: فأى العباد خير؟ قال: أكثرهم ذكرّالله۔ قال أبوبكر رضى الله عنه : ذهب الذاكرون لله بالخير كله ۔(رواہ البیہقی فی شعب الایمان رص ۴۰۸ رج ۱)۔

پوچھا گیا کہ مجاہدین میں سب سے بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جو سب سے زیادہ ذکر اللہ کرنے والا ہوتا ہے یہ سن کر حضرت صدیق اکبرؓ بول اٹھے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ساری فضیلت ذاکرین ہی لے گئے ہیں۔

اس روایت میں بہت صاف اور واضح انداز میں مساجد میں ذکر اللہ کی مجالس کا تذکرہ ہے، اب جب ذکر اللہ کی مجلسیں منعقد ہونگی تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو سارے کے سارے مشائخ ہونگے، ذکر کے ماہر ہونگے یا کچھ مشائخ ہونگے اور کچھ طالبین اور عاشقین وشائقین ہونگے، پھر وہ سب ایکدم اپنا اپنا ذکر شروع کردینگے اور سب کا رخ قبلہ کی طرف ہوگا یا یہ کہ ان میں کوئی ان کا بڑا ہوگا جس کی توجہ اور برکت اور طریقۂ تعلیم اور طریقۂ تلقین کے یہ لوگ ضرورتمند ہونگے اور اس کی اتباع کرینگے جب ہم ان چیزوں پر غور کریں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ سب صورتیں ہوتو سکتی ہیں اور سبھی درست اور مفید ہوں گی، مگر دوسری شکل زیادہ مفید اور ذکر اللہ کی کیفیات پیدا کرنے میں معین اور مؤثر ہوتی ہے، جیسا کہ صدیوں سے مشائخ کرام کا تجربہ ہے اور مریدین کی زیادہ اصلاح اور نفع بھی اسی سے وابستہ ہے، اول شکلیں کم ہوتی ہیں۔

☆☆☆

مضامین (تیسری اور آخری قسط)

خواتین کی دینی تعلیم-ضرورت وافادیت

مولانا شمشاد احمد مظاہری
استاذ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

اسلامی حکومتوں کے خانوادہ سے تعلق رکھنے والی خواتین نے بھی تعلیم وتعلّم کے حوالہ سے نمایاں کردار پیش کیا ہے، عبّاسی حکمران ہارون رشید کی بیوی زبیدہ بنت جعفر کو رفاہی وسماجی کاموں کے حوالہ سے ایک خاص شہرت حاصل ہے، ان کو قرآن کریم کی تعلیم سے از حد دلچسپی تھی، ابن خلکان نے لکھا ہے کہ اس نے اپنی سو باندیوں کو صرف قرآن کریم کی تعلیم کے لئے فارغ کر رکھا تھا، لکھتے ہیں: **کان لها مأة جارية يحفظن القرآن ولكل واحدة ورد عشر القرآن، وكان يسمع في قصرها كدوى النحل من قراءة القرآن** (وفیات الاعیان رص:۳۳)۔ وہ باندیاں زیادہ تر وقت قرآن کی تلاوت اور حفظِ قرآن میں مشغول رہتی تھیں، ان میں سے ہر ایک قرآن کریم کے دسویں حصہ کی تلاوت کرتی تھی، محل میں ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کے مثل سنائی دیتی تھی۔

سیّدہ ملکہ بنت ابراہیم الدمشقیہ نے خواتین کے لئے ایک مخصوص رباط قائم کیا، جس میں قرآن کریم کے حفظ اور حدیث نبوی کی تعلیم کا نظم کیا، دمشق کے حکمراں الملک دقاق کی بہن زمرّد خاتون نے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جو ''المدرسۃ الخاتونیۃ البرانیۃ'' کے نام سے مشہور تھا (الاعلام للزرکلی رص:۴۹۳)۔

تاریخِ اسلام میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ علومِ اسلامیہ کی ترویج اور نشر واشاعت میں خواتین کا اہم کردار رہا ہے۔

فاطمہ بنت محمد بن احمد سمرقندیؒ فقہ حنفی میں بہت شہرت رکھتی تھیں، ان کے والد محترم ممتاز محدثین اور فقہاء میں شمار ہوتے ہیں، فاطمہ نے انہی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں کمال پیدا کیا، انہیں اپنے والد کی کتاب ''تحفۃ الفقہاء'' ازبریاد تھی، یہ وہی خاتون ہیں جن کے والد کے دارالافتاء سے نکلنے والا فتویٰ ان کے دستخط اور نظرِ ثانی کے بغیر نامکمل سمجھا جاتا تھا۔

علاوہ ازیں تصنیف وتالیف قرآنیات اور سیرت نگاری میں بھی خواتین نے اپنی خدمات پیش کی ہیں،

امام ذہبیؒ نے عجیبہ بنت حافظ محمد بن ابو غالب بغدادیہ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے صرف اپنے اساتذۂ حدیث کے تذکار واحوال پر دس جلدوں میں ایک کتاب تحریر کی تھی، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے اساتذۂ حدیث کی تعداد کتنی رہی ہوگی، ام محمد فاطمہ بنت محمد خطیبہ کو تصنیف میں کمال حاصل تھا، انہوں نے ''الرموز من الکنوز'' کے نام سے پانچ جلدوں میں ایک کتاب تحریر کی تھی، اس کے علاوہ بھی ان کی کئی تصنیفات ہیں۔

قاضی ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل کی صاحبزادی امۃ الواحد فقہ شافعی میں کافی دسترس رکھتی تھیں،، اصحابِ افتاء میں ان کا شمار ہوتا تھا، وہ شیخ ابوعلی ابن ابو ہریرہؒ کے ساتھ فتویٰ دیا کرتی تھیں، علامہ ابن جوزیؒ کا خیال ہے کہ فقہ شافعی کی جزئیات پر جس قدر ان کی نگاہ تھی، اس دور کا کوئی شافعی عالم اس باب میں ان سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا تھا، اس کے علاوہ علم الفرائض، حساب اور نحو کی بھی ماہر تھیں۔

امام مالک بن انسؒ کی صاحب زادی کو اپنے والد کی تحریر کردہ شہرۂ آفاق کتاب ''مؤطا'' حفظ یاد تھی، ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے والد کے حلقۂ درس میں دروازے کی اوٹ سے شریک رہتی تھیں، احادیث پڑھنے میں کوئی شخص غلطی کرتا تو وہ دروازہ کھٹکھٹادیا کرتی تھیں، امام مالکؒ سمجھ جاتے اور پڑھنے والے کی اصلاح کردیتے تھے۔

امام طحاویؒ حدیث وفقہ کے امام اور علمائے احناف کے طبقۂ مجتہدین میں شمار ہوتے ہیں، انہوں نے جب علمِ حدیث میں اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''شرح معانی الآثار'' لکھی تو ان کی صاحب زادی ان کی معاون تھیں، امام طحاویؒ بولتے جاتے اور صاحب زادی لکھتی جاتی تھیں، اس سے ان کی علمی مہارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، آج وہ کتاب اہلِ علم کے درمیان خصوصی اور امتیازی حیثیت رکھتی ہے، اور مدارس میں درسِ نظامی کا حصہ ہے۔

دمشق کی ''مسجدِ اموی'' کو اسلامی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت حاصل رہی ہے وہاں خواتین کی درس وتدریس کی مجلسیں قائم ہوتی تھیں، مشہور سیّاح ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ اس نے مسجدِ اموی کی زیارت کی اور وہاں متعدد خواتین مثلاً زینب بنت احمد بن ابراہیم اور عائشہ بنت محمد بن مسلم الحرّانیہ سے حدیث کی سماعت کی، حال ہی میں معروف عالمِ دین اور صاحبِ قلم شخصیت مولانا محمد اکرم ندوی (آکسفورڈ) نے محدثات پر زبردست اور بے مثال کام کیا ہے، انہوں نے ''الوفاء فی أسماء النساء'' کے عنوان سے دس ہزار سے زائد ایسی خواتین کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حدیثِ نبوی کی روایت، تصنیف وتالیف اور تعلیم وتدریس کی قابلِ رشک خدمات انجام دی ہیں۔

مضامین

علماء کی قسمیں

ابوحذیفہ رشیدی

بعض محققین نے فرمایا کہ عالم کی تین قسمیں ہیں: (۱) **عَالِمٌ بِاللّٰهِ، غَيْرُ عَالِمٍ بِاَمْرِ اللّٰهِ** (۲) **عَالِمٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ غَيْرُ عَالِمٍ بِاللّٰهِ** (۳) **عَالِمٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ وَعَالِمٌ بِاللّٰهِ**، اول وہ آدمی جس نے اللہ پاک کی عبادت کی اور معرفتِ الٰہیہ اس کے قلب پر اس قدر غلبہ واستیلاء کر گئی کہ وہ ہمہ وقت جلال کے نور کے مشاہدہ میں رہتا ہے اور کبریائی حق وعظمتِ ربانیہ سے متجلی ہو گیا کہ اب اس کو احکام، فروع، جزئیات کے تعلم کی فرصت وموقع نہیں ہے ہاں مگر جو ضروری ہے اس کو جانتا ہے (۲) دوسرے نمبر پر وہ عالم ہے جو امرِ الٰہی حکمِ خداوندی کا ماہر ہے حلال وحرام سے واقف ہے احکام کے حقائق ورموز سے آگاہ ہے مگر اللہ کی معرفت سے محروم ہے، جلال وجمال کے اسرار سے غیر واقف ہے (۳) تیسرے عالم باللہ اور عالم بامر اللہ ہے وہ عالم ہے کہ وہ عالَم معقولات اور عالَم محسوسات کے مابین حدِ مشترک پر فائز ہے کبھی وہ اللہ کے ساتھ محبت ومعرفت کے ذریعہ لگ جاتا ہے اور کبھی مخلوق پر شفقت وکرم میں لگ جاتا ہے، جب اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے تو ذکر وفکر کی کیفیات سے سرور پاتا ہے، اس وقت مخلوق سے بالکل برطرف گویا ان کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا ہے اور جب مخلوق کے ساتھ لگ جاتا ہے تو ان پر پورا متوجہ ہو جاتا ہے مگر وہاں بھی خالق تعالیٰ کی مرضی پیش نظر رکھتا ہے، یہی مرسلین وصدیقین کا طریقہ ہے اور یہی مراد ہے جس نے کہا ہے **سَلِ الْعُلَمَاءَ وَخَالِطِ الْحُكَمَاءَ وَجَالِسِ الْكُبَرَاءَ** ۔ یعنی جو عالم حقانی ہو ان سے مانگ، سوال کر، اور حکمت والوں کے پاس جا اور بڑے لوگوں کے پاس بیٹھ۔

علاماتِ علماء: حضرت شقیق بلخیؒ نے ہر ایک کی ان میں سے تین تین علامتیں بتائی ہیں:

(۱) یعنی جو عالم بامر اللہ ہے اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) وہ صرف زبان سے ذکر کرتا ہے نہ کہ قلب سے

(۲) وہ خائف من الناس ہے نہ کہ خائف من اللہ ہے (۳) لوگوں کی شرم کرتا ہے نہ کہ اللہ پاک کی (۲) دوسرے جو عالم باللہ ہے وہ ذاکر بالقلب ہوتا ہے خائف من اللہ ہوتا ہے اور اللہ سے شرم کرتا ہے صرف ظاہر میں نہیں بلکہ باطن میں بھی اللہ پاک کے ساتھ ہے یعنی اللہ سے اس کا تعلق قلب سے ہے (۴) تیسرے جو عالم باللہ عاشق رب عارف ذات بھی ہے اور احکام شرع کا ماہر بھی ایک طرف جام شریعت اور دوسری طرف سندان عشق رکھتا ہے یعنی وہ ان جملہ خصائص کا جو دونوں میں مذکور ہوئی ہیں حامل ہے، یعنی اس میں وہ تمام خصوصیتیں ہیں جو صرف عالم باللہ یا صرف عالم بامر اللہ میں ہیں، اور یہی حقیقتاً معلم ومربی ہے، پہلے والے دونوں فریق اس ثالث کے محتاج ہیں اور یہ دونوں سے مستغنی ہوتا ہے، اس کی مثال جو صرف عارف ہے چاند جیسی ہے جو کبھی مکمل ہوتا ہے کبھی ناقص رہ جاتا ہے اور دوسرے کی مثال جو عالم بامر اللہ ہے چراغ جیسی ہے خود جلتا ہے اور دوسروں کو روشن کرتا ہے اور ثالث کی مثال جو عارف باللہ بامر اللہ ہے سورج جیسی ہے کہ نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی پورے عالم کو روشن کرتا ہے، نسبتِ ظاہری وباطنی کا مجمع البحرین سنت، شریعت وطریقت کا سنگم ہے ہمارے اکابر واسلاف ایسے ہی تھے۔

علم غذاءِ قلب ہے: شیخ فتح موصلیؒ نے فرمایا کہ بیمار آدمی جب اس کا کھانا پینا بند ہوجائے تو مرجائے گا، ایسے ہی قلب ہے اس کی بھی غذا ہے اور وہ غذا علم وفکر ہے یہ غذا جب قلب کو نہ پہنچے گی تو حکمت سے جدا رہے گا، اس کی موت آجائے گی، حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا کہ جب لوگ میری مجلس سے اٹھتے ہیں تو تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) کافر محض (۲) منافق محض (۳) مؤمن محض، کیونکہ قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتا ہوں اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی باتیں بیان کرتا ہوں جو تصدیق نہ کرے وہ محض کافر ہے اور جس کا دل تنگ ہوجائے وہ منافق ہے اور جو کئے پر نادم ہو آئندہ کے لئے عازم ہو توبہ کرے وہ مؤمن خالص ہے، انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ نوم تین قسم پر ہے جن کو اللہ پاک ناپسندیدگی اور ناراضگی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور تین قسم کا ہنسنا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔

اقسامِ نوم: (۱) فجر کے بعد سونا (۲) عشاء سے قبل سونا (۳) نماز میں سونا۔

اقسامِ ضحک: (۱) جنازہ کے پیچھے ہنسنا (۲) قبرستان میں ہنسنا (۳) ذکر کی مجلس میں ہنسنا۔

مثالِ علم بارش سے: بعض علماء کرام نے اللہ پاک کے ارشاد **فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا** کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہاں سیل سے مراد علم لیا گیا ہے، اللہ پاک نے علم کو بارش کے ساتھ پانچ وجوہات سے تشبیہ دی ہے (۱) بارش آسمان سے نازل ہوتی ہے ایسے ہی علم آسمان سے اترا ہے (۲) جس طرح زمین کی اصلاح بارش کے پانی سے ہوتی ہے ایسے ہی مخلوق کی اصلاح علم کے ساتھ متعلق ہے (۳) جیسے کھیتی اور نبات بغیر باراں کے وجود میں نہیں آتی اسی طرح اعمال صالحہ وطاعات بغیر علم کے وجود میں نہیں آتے (۴) جس طرح بارش رعد و برق کی فرع ہے، اسی طرح علم وعدہ وعید کی فرع ہے یعنی مبشرات اور عذابات کی (۵) جس طرح بارش نافع وضار دونوں ہوتی ہے، ایسے ہی علم نفع وضرر دونوں کے پہلو رکھتا ہے جو عمل کرے گا اسکے لئے نافع ہے اور جو عمل سے بھاگے گا اس کے لئے ضار ہے، کتنے مذکر باللہ ہیں جو خود خدا تعالیٰ کو بھولے ہوئے ہیں اور کتنے دوسروں کو اللہ سے ڈرانے والے ہیں؟ **مگر** خود احکاماتِ ربانیہ کے خلاف جرأت سے اقدام کرتے ہیں کتنے ہیں جو دوسروں کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں، **مگر** خود اللہ سے بھاگ رہے ہیں کتنے ہیں جو دوسروں کو اللہ سے قریب کر رہے ہیں **مگر** خود باری تعالیٰ عزاسمہ سے دُور ہو جاتے ہیں کتنے ہیں جو اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں **مگر** خود اللہ کی آیات سے دُور ہیں (تفسیر رازی ص ۱۸۲/ج ۱)۔

بستانِ عالَم: دنیا ایک باغ ہے جس کو پانچ اشیاء سے مزین کیا گیا ہے (۱) علماء کے علم سے (۲) امراء کے عدل سے (۳) عباد وزھاد کی عبادت وزہد سے (۴) تجار (تاجروں) کی تجارت سے (۵) محترفین (حرفت و صنعت) کرنے والوں کے پیشوں سے، لعین ابلیس آیا وہ بھی پانچ اشیاء لایا اور ان کو ان میں سے ہر ایک کے پہلو میں کھڑا کر گیا (۱) ابلیس آیا حسد کو لایا اور اس کو علم کے پہلو میں کھڑا کر گیا (۲) ابلیس آیا ظلم ساتھ لایا اور عدل کے پہلو میں چھوڑ گیا (۳) ابلیس آیا ریاء کو لایا اور اس کو عبادت کے پہلو میں کھڑا کر گیا (۴) ابلیس آیا خیانت لایا اور امانت کے پہلو میں رکھ گیا (۵) ابلیس آیا غش، دھوکہ، بدخواہی یعنی کھوٹ لایا اور اس کو نصیحت وخیر خواہی ہمدردی کے برابر میں چھوڑ گیا۔

☆☆☆

منتخبات

مسائل وفتاویٰ

ادارہ

سوال : قربانی کس پرواجب ہے؟۔

جواب : قربانی ہراس مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، مقیم، مردوعورت پرواجب ہوتی ہے جس کی ملکیت میں قربانی کے دنوں میں ساڑھے سات تولہ (۸۷رگرام ۴۸۰رملی گرام) سونا یا ساڑھے ۵۲رتولہ (۶۱۲رگرام ۳۶۰رملی گرام) چاندی یاچاندی کی قیمت کا مال ہو، جواس کی حاجاتِ اصلیہ (زندگی گذارنے کے ضروری اسباب) سے زائد اورقرض سے فارغ ہومجمع الانہرص ۵۱۶رج ۲رمیں ہے **وانما تجب علی حر مسلم مقیم موسر عن نفسه الخ** اسی طرح ردالمختار رص ۲۱۹رج ۵رمیں ہے **وشرائطها الاقامة واليسار الخ** (ہدایہ رص ۴۴۳رج ۴)۔

قربانی کے جانوروں کی تفصیلات

سوال: کن جانوروں کی قربانی جائز ہے؟۔

جواب: بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی ان جانوروں کی شرعاً درست ہے، ان کے علاوہ کی قربانی درست نہیں، **وأمّاجنسه فهوأن يكون من الاجناس الثلاثة، الغنم أوالابل أوالبقر ويدخل فی كل جنس نوعه والذكر والانثى منه، والمعز نوع من الغنم، والجاموس نوع من البقر** (عالمگیری رص ۲۹۷رج ۵)۔

سوال: حاملہ جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے، لیکن اگرولادت کا زمانہ بالکل قریب ہے تومکروہ ہے، پھراگرذبح کے بعد بچہ مردہ نکلے تووہ حرام ہے اوراگرزندہ نکلے تواس کوبھی ذبح کرکے کھانا حلال ہے، **شاة أوبقرة اشرفت على الولادة قالوايكره لان فيه تضييع الولد** ۔ (فتاوی عالمگیری رص ۲۸۷رج ۵رشامی رص ۲۱۴رج ۵رکتاب الفتاویٰ رص ۱۹۴رج ۴رآپ کے مسائل اوران کاحل رص ۱۸۹رج ۴)

سوال: چوری کئے ہوئے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: چوری کئے ہوئے جانور کی قربانی درست نہیں ہے ناجائز ہے، اس سے قربانی ذمہ سے ساقط نہ ہوگی **اذااغتصب شاة انسان فضحى بها عن نفسه انه لا تجزئه لعدم الملك**۔

(بدائع الصنائع رص ۱۱۴رج ۵رشامی رص ۲۳۳رج ۵)

سوال: قربانی کے جانور کی عمرکیا ہو؟۔

جواب: اونٹ واونٹنی پانچ سال، بیل، بھینس، بھینسا مکمل دوسال کا ہونا ضروری ہے، بکرا، بکری مکمل ایک سال کا ہونا ضروری ہے، اگر ایک آدھا دن بھی سال مکمل ہونے میں کم ہوتو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔

وصح المثنی فصاعدا من الثلاثة والمثنی هو ابن خمس من الابل وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاة. (بدائع رص ۳۲۳ رج ۴ رفتاوی رحیمیہ رص ۱۸۰ رج ۳)۔

سوال: سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟۔

جواب: جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں یا نصف یا اس سے زائد ٹوٹ گئے ہوں لیکن جڑ سے نہ اکھڑے ہوں یا اوپر کا کھول اتر گیا ہوتو اس جانور کی قربانی جائز ہے، اگر جڑ ہی سے اکھڑ گیا اور اس چوٹ کا اثر دماغ تک پہونچ گیا ہوتو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔ **ویجوز باالجماء التی لاقرن لها وکذا مکسورة القرن کذا فی الکافی وان بلغ الکسر المشاش لایجزیه والمشاش رؤس العظام مثل الرکبتین والمرفقین۔**

(عالمگیری رص ۲۹۷ رج ۵ رفتح القدیر رص ۴۳۴ رج ۸، بحرالرائق رص ۱۷۶ رمحمودیہ رص ۲۵۸ رج ۱۷ ررحیمیہ ر ص ۱۸۳ رج ۳ رآپ کے مسائل رص ۱۸۸ رج ۴)

سوال: جس جانور کے کان نہ ہوں اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟۔

جواب: جس جانور کے پیدائشی طور پر دونوں کان نہ ہوں یا ایک ہی کان ہو یا ایک کان یا دونوں کان مکمل کٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، البتہ جس جانور کے کان پیدائشی طور پر چھوٹے ہوں اس کی قربانی جائز ہے، **لاتجوز مقطوعة الاذنین والتی لااذن لها فی الخلقة ویجزی السکاء وهی صغیرة الاذن فلا تجوز مقطوعة احدی الاذنین بکمالها والتی لهااذن واحد خلقة۔**

(عالمگیری رص ۲۹۷ رج ۵ ربدائع رص ۱۱۱ رج ۵ رفتاوی رحیمیہ رص ۱۶۷ رج ۶ رآپ کے مسائل رص ۱۸۹ رج ۴ ر ہدایہ رص ۴۴۷ رج ۴ رشامی رص ۲۲۷ رج ۵)۔

سوال: قربانی کرنا کس دن افضل ہے؟۔

جواب: دس ذی الحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے، اس کے بعد گیارہ کو، اس کے بعد بارہ کو، **افضلها اولها ثم الثانی، ثم الثالث، کما فی القهستانی** (شامی رص ۴۵۸ رج ۹ رعالمگیری رص ۲۹۵ رج ۵)۔

سوال: قربانی کا وقت کیا ہے؟۔

جواب: جن بستیوں یا شہروں میں نماز جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں، اگر کسی نے

نمازِ عید سے پہلے قربانی کردی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے، البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں، **وقت الاضحية يدخل بطلوع الفجر من يوم النحر الا انه لا يجوز لاهل الامصار الذبح حتى يصلى الامام العيد، فاما اهل السواد فيذبحون بعد الفجر۔**

(ہدایہ رص ۴۴۵ رج ۴ رالدر المختار مع الشامی رص ۴۶۰ رج ۹ رجواہر الفقہ رص ۴۴۹ رج ۱)

سوال: پہلے دن اگر کسی عذر کی وجہ سے نمازِ عید نہیں پڑھی گئی تو قربانی کب کرے؟۔

جواب: اگر کسی عذر (مثلاً بارش وغیرہ) کی وجہ سے دس ذی الحجہ کو نمازِ عید نہ ہوسکے تو اسی روز زوال کے بعد قربانی کرنا درست ہے **وبعد مضى وقتها لو لم يصلوا لعذر وفى الشامى (بعد مضى وقتها) اى وقت الصلوٰة . ووقت الصلوٰة من الارتفاع الى الزوال** (الدر المختار مع الشامی رص ۴۶۱ رج ۹)۔

سوال: ایک جگہ نمازِ عید ہوجائے تو سب کے لئے قربانی جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب: اگر شہر میں ایک جگہ عید کی نماز ہوجائے خواہ عیدگاہ میں ہو یا مسجد میں، تو سب کے لئے قربانی کرنا جائز ہے **ولو ضحى بعد ما صلى اهل المسجد، ولم يصل اهل الجبانة اجزأه استحساناً، لانها صلاة معتبرة حتى لو اكتفوا بها اجزأتهم، وكذا عكسه** (شامی زکریا رص ۴۶۰ رج ۹ رہدایہ ر ۴۴۶ رج ۴)۔

سوال: قربانی کے وقت میں مقامِ قربانی کا اعتبار ہے یا نہیں؟۔

جواب: قربانی کے درست ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کی طرف سے قربانی ہورہی ہے وہ نمازِ عید ادا کرچکا ہو، بلکہ قربانی کی جگہ کا اعتبار ہے، جس جگہ قربانی ہورہی ہے وہاں نمازِ عید ہوچکی ہو تو یہ کافی ہے اور اسی کا اعتبار ہے، علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں: **والمعتبر مكان الاضحية لامكان من عليه** (الدر المختار مع الشامی رص ۴۶۱ رج ۹ رکتاب الفتاویٰ رص ۲۶۱ رج ۴)۔

سوال: رات میں قربانی کرنا کیسا ہے؟۔

جواب: رات میں قربانی کرنا مکروہ تنزیہی ہے، **ان المستحب ان يكون الذبح بالنهار، ويكره بالليل والاصل فيه ماروى عن رسول الله ﷺ انه نهىٰ عن الضحى ليلاً وعن الحصاد ليلاً وهو كراهة تنزيه ومعنى الكراهة يحتمل ان يكون لوجوه الخ** ۔(بدائع رص ۱۸۸ رج ۴ رالدر المختار مع الشامی رص ۴۶۳ رج ۹ رعالمگیری رص ۲۹۵ رج ۵ رالبحر الرائق کوئٹہ رص ۱۷۶ رج ۸)۔

سوال: ذبح کرنے میں گردن علیحدہ ہوجائے تو کیا کرے؟۔

جواب: ذبح کرنے میں اگر جانور کی گردن جدا ہو جائے تو اس کا کھانا حلال ہے، مکروہ اور حرام نہیں، ہاں قصداً یا لاپرواہی سے اس طرح ذبح کرنا مکروہ ہے، **ومن بلغ بالسکین النخاع، او قطع الراس، کره له ذلک، وتوکل ذبیحته** (ہدایۃ اشرفی رص ۴۳۸ رج ۴)۔

سوال: چرمِ قربانی کا مصرف کیا ہے؟۔

جواب: چرمِ قربانی کا حکم لحمِ قربانی کی طرح ہے، جس کے دینے کے لئے فقیر، غیر صاحب نصاب، یا غیر سید ہونا لازم نہیں بلکہ فقیر، صاحب نصاب، سید کو دینا درست ہے، البتہ معاوضہ اور اجرت میں دینا کسی کو بھی درست نہیں نہ امام کو نہ مؤذن کو نہ صاحب نصاب کو نہ فقیر کو نہ امام وغیرہ کو اس کا لینا جائز ہے، البتہ اگر چرمِ قربانی کو فروخت کر دیا ہے تو اس کی قیمت کو بطور صدقہ کسی فقیر کو دینا واجب ہے خود رکھنا یا کسی مالدار کو دینا یا کسی کو اجرت میں دینا ہرگز جائز نہیں (ردالمحتار کتاب الاضحیہ رص ۳۲۸ رج ٦)۔

نابالغ کا ذبیحہ

ذبح کرنے والے کا بالغ ہونا ضروری نہیں، اگر نابالغ ذبح کرنے کو سمجھتا ہو اور ذبح کرنے پر قادر ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے **فان کان الصبی یعقل الذبح ویقدر علیه توکل ذبیحته** (عالمگیری رص ۲۷۵ رج ۵)۔

قربانی کی دعا

قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹائے اور یہ دعا پڑھے **انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوات والارض علی ملة ابراهیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین لاشریک له وبذالک امرت وانا من المسلین اللهم منک ولک** پھر "**بسم الله الله اکبر**" کہہ کر جانور کو ذبح کر دے، ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے **اللهم تقبل منی کما تقبلت من حبیبک محمد وخلیلک ابراهیم علیهما الصلاة والسلام** اگر قربانی دوسرے کی طرف سے کرنی ہو تو مِنّی کی جگہ مِن کہہ کر اس کا نام لے پھر دعاء مذکورہ مکمل پڑھے (ابوداؤد رص ۳۸٦ رج ۲ رمشکوۃ رص ۱۲۸)۔

سوال: ذبح کرتے وقت ذابح نے بسم اللہ نہیں پڑھی تو کیسا ہے؟۔

جواب: ذبح کرتے وقت اگر ذابح نے بسم اللہ قصداً نہیں پڑھی تو وہ جانور مردار ہے اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول گیا تو ذبیحہ حلال ہے اور اس کا کھانا درست ہے **وان ترک الذابح التسمیة عمداً فالذبیحة میتة لاتوکل وان ترکها ناسیا اکل** (ہدایۃ رص ۴۳۵ رج ۴ راشرفی، مجمع الانہر رص ۵۰۸ رج ۲)۔

حج کے مسائل

سوال: حجاجِ کرام سے دعا کی درخواست کرنا کیسا ہے؟۔

جواب: حج اور عمرہ کیلئے جانے والے لوگوں سے دعا کی درخواست کرنا مسنون ہے، چنانچہ پیغمبر ﷺ حضرت عمر بن الخطابؓ کو جب عمرہ میں جانے کی اجازت دی تو آپ نے فرمایا"**یا أخی لا تنسانا فی دعائک**" اس کے علاوہ اور بھی متعدد روایات سے حاجی سے دعا کرنا اور استغفار کیلئے کہنا اور اس کی دعا اور شفاعت کا قبول ہونا ثابت ہے، اس لئے حجاجِ کرام سے دعاؤں کی درخواست کرنا چاہئے، اور بعض روایات سے چالیس دن تک حاجی کی دعاء کا قبول ہونا بھی ثابت ہے۔

عن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ (مسند احمد ر ص:۶۹ ر ج:۲ ر سنن ابی داؤد رقم ۱۴۹۸ ر ا ر البحر العمیق ر ص:۶۹ ر ج:۱)۔

عن ابی موسیٰ الأشعریؓ رفعہ إلی النبی ﷺ قال: الحاج یشفع فی اربع مائۃ من اھل بیتہ ویخرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ (رواہ البزار، الترغیب والترہیب ر ص:۲۵۹ ر رقم:۱۷۱۶)۔

سوال: کیا صاحبِ جائیداد پر حج کی فرضیت ہے؟ مثلاً اگر کسی کے پاس صرف زمین ہو الگ سے روپیہ پیسہ سونا چاندی وغیرہ کچھ نہ ہو اور اس کی پیداوار سے اس کا سالانہ خرچ اچھی طرح چل جاتا ہو تو کیا ایسے شخص پر حج کرنا واجب ہوگا یا وجوبِ حج کیلئے سفرِ حج کے اخراجات کے بقدر الگ سے روپیہ پیسہ ہونا ضروری ہے؟۔

جواب: اگر کوئی شخص اتنی جائیداد اور زرعی زمینوں کا مالک ہو کہ اس کی کچھ مقدار بیچ کر اس کیلئے حج کے ضروری اخراجات مہیا ہوسکیں اور وہ واپس آکر مابقیہ زمین کی پیداوار سے گزر بسر کر سکے تو اس پر حج فرض ہوگا اور اگر اتنی مقدار میں زمین نہ ہو تو حج فرض نہیں ہے۔

وان کان لہ من الضیاع مالو باع مقدار ما یکفی الزاد والراحلۃ یبقی بعد رجوعہ من ضیعتہ قدر ما یعیش بلغتہ الباقی یفترض علیہ الحج والا فلا (غنیۃ المناسک)۔

حجاج کا استقبال: جب حاجی لوگ حج سے واپس آئیں تو ان سے ملاقات کرو، سلام ومصافحہ کرو اور ان کے گھر پہنچنے سے پہلے اپنے لئے دعا کراؤ، حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے یہی سلف کا دستور تھا کہ حجاج کی مشایعت اور ان کا استقبال کرتے اور ان سے دعا کراتے تھے۔ **عن ابن عمرؓ : إذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ أن یستغفر لک قبل أن یدخل بیتہ فإنہ مغفور لہ** (رواہ احمد، مشکوٰۃ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب حاجی سے ملاقات کرو تو سلام اور مصافحہ کرو اور اس کے گھر داخل ہونے سے پیشتر اپنے لئے دعا کی درخواست کرو، کیونکہ اس کے گناہ بخش دئے گئے ہیں۔

اس روایت سے حجاج کا استقبال اوران سے دعا کرانا ثابت ہوتا ہے اوراس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

حج میں افتخار واشتہار نہ کرنا چاہئے: سفرِ حج شروع کرنے سے پہلے نیت خالص کرو نام ونمود یا حاجی کہلانے کے لئے اگر حج کیا جائے تو ثواب نہ ہوگا، اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں بیٹھتے ہیں اپنے حج کے تذکرے کرتے ہیں اور واقعات مبالغہ سے بیان کرتے ہیں اور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں پر ان کا حاجی ہونا ظاہر ہوجائے، کبھی اپنے سفرخرچ کو بیان کرتے ہیں کبھی صدقہ وخیرات کو جتاتے ہیں، حالانکہ یہ سب چیزیں ثواب کوکھونے والی ہیں، حق تعالیٰ کفار کی مذمت فرماتے ہیں: **يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا** کہ کافر خرچ کر کے گاتا پھرتا ہے کہ میں نے مال کے ڈھیر خرچ کردیئے، اگر کوئی شخص کچھ دریافت کرے یا کوئی خاص مصلحت ہو تو بیان کرنے کا مضائقہ نہیں لیکن بے فائدہ یا فخر وریا کے لئے بیان کرنا بہت برا ہے۔

سفرِ حج کی تکالیف بیان کرنا: بعض لوگ سفر حج کی تکالیف لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہئے گو واقعی تکالیف کیوں نہ ہوں، اس قسم کے واقعات بیان کرنے سے بہت سے لوگ حج سے رک جاتے ہیں اس کا گناہ انہیں لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے ان کو اس قسم کے واقعات سنائے اور وہ ڈر گئے اور پھر بہت سے لوگ واقعات میں حد سے زیادہ مبالغہ کرتے ہیں جو سخت گناہ ہے۔ سفر حج ایک طویل سفر ہے جس میں ریل بحری جہاز، ہوائی جہاز، موٹر لاری وغیرہ پر سوار ہونا پڑتا ہے، دوسرا ملک ہوتا ہے، اکثر لوگ زبان سے ناواقف ہوتے ہیں، ایسی صورت میں تکالیف کا پیش آنا ظاہر ہے مگر باوجود ان سب باتوں کے خدا کا فضل ہے کہ حجاج کو بہت کم تکلیف ہوتی ہے ایسی تکالیف تو بہت کم پیش آتی ہیں جن سے ہلاکت کا اندیشہ ہو، اپنی بے احتیاطی سے کوئی صورت پیش آجائے یہ امر آخر ہے، اپنے ملک میں جب ہم سفر کرتے ہیں تب بھی سفر میں تکلیف پیش آجاتی ہے تو وہاں کی تکالیف اتنے طویل سفر میں حج جیسی نعمتِ عظمیٰ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں، پھر ان تکالیف کا ثواب بھی ملتا ہے اس لئے وہاں کے واقعات ایسے طور سے نہ بیان کرو کہ دوسرے لوگوں کی ہمت ٹوٹ جائے اور حج کا ارادہ ہی نہ کریں، وہاں کی تکالیف بیان کر کے لوگوں کو روکنا اور ڈرانا **ويصدون عن سبيل الله والمسجد الحرام** (روکتے ہیں اللہ کے راستے اور مسجد حرام سے) میں داخل ہے، ہاں اگر کوئی عقل مند، ہوشیار شخص ایسے طریقہ سے تکالیف کا تذکرہ کرے جس سے دوسرے لوگوں پر اثر نہ پڑے اوران تکلیفوں کا انتظام ہوجائے اور لوگ ان کے ازالہ کی طرف متوجہ ہوجائیں تو مضائقہ نہیں، بلکہ ایسے لوگوں کو ضرور وہاں کے صحیح حالات سنائے جائیں جو ان کی تدبیر کرسکتے ہوں تاکہ وہ لوگ اس کی تدبیر کریں اور حاجیوں کو آرام ملے۔

شعروادب

رہبروں کے بھیس میں ملت فروش

حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ

ہر نفس ہوتی ہے کانٹوں کی چبھن
یہ ہے گلشن یا کہ صحرا یا کہ بَن ؟

کیا کرے شکوہ کوئی صیاد کا
باغباں ہی جب کرے ویراں چمن

کارواں بھٹکا ہے دشتِ خار میں
ہر قدم ملتے ہیں اس کو راہزن

لوٹ لی اِک اِک متاعِ کارواں
پر نہ آئی ان کے ماتھوں پر شکن

آہ ملت خانۂ ویراں ہوئی
اِک رہی آباد ان کی انجمن

کوئی کردار و ضمیر ان کا نہیں
ان کی دنیا سود و سودا مکر و فن

قوم بربادی پہ اپنی چشم تر
ہیں مگر وہ اپنے عہدوں پر مگن

رہبروں کے بھیس میں ملت فروش
ملت مرحوم کے ہیں گور کن

آدمیت نام کو ان میں نہیں
بس چلے تو بیچ کھائیں وہ کفن

بے ضمیر و بے وفا و بے حیا
ننگ آدم ، ننگ دیں ، ننگ وطن

ہوشیار اے ملت بیضائے ما
کروٹیں لے کر اٹھا پھر اہرمن

آدمی کو آدمی کھاتا ہے اب
کتنا بگڑا ہے زمانہ کا چلن

الاماں از جعفرانِ ایں زماں
الحذر صد بار ازیں دورِ فتن

وفیات

جامعہ کے دو مخلص کارکنان کی وفات

ادارہ

مولانا جمیل احمد رشیدی مرحوم

۷/مارچ ۲۰۲۴ء شب کے تقریباً سوا بارہ بجے جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کے استاذِ پرائمری جناب مولانا جمیل احمد صاحب رشیدی طویل علالت کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے **انا للہ و انا الیہ راجعون۔**

مولانا مرحوم رامپور روڈ کی سے وطنی نسبت رکھتے تھے اور تقریباً تین دہائیوں سے جامعہ میں مدرس و کارکن کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے، نہایت با اخلاق، شریف الطبع، خوش مزاج، متواضع اور مخلص انسان تھے، نعمت الصالحات (گرلز اسکول) کے امورِ انتظامی میں ان کی شبانہ روز کی مصروفیات قابلِ رشک تھیں، بڑے کام کے آدمی تھے، کوئی شبہ نہیں کہ ان کی وفات سے جامعہ اشرف العلوم رشیدی اور نعمت الصالحات اپنے ایک دیرینہ رفیق سے محروم ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر و سکون دے، آمین۔ پسماندگان میں اہلیہ، تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

مولانا محمود الحسن صدیقی گنگوہیؒ

جامعہ اشرف العلوم رشیدی کے مدرس مولانا جمیل احمد رشیدی کی وفات کو بیس گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے کہ مولانا محمود الحسن صدیقی بھی جمعہ کی مبارک ساعتوں کے دوران قضائے الٰہی سے وفات پا گئے **انا للہ و انا الیہ راجعون۔**

مولانا محمود الحسن گنگوہی جامعہ اشرف العلوم کے چالیس سالہ پرائمری نظامِ تعلیم سے وابستہ تھے اپنی شرافت و مروت اور نیک نہادی کے باعث محترم شخصیت کے مالک تھے، مؤسس جامعہ حضرت مولانا قاری شریف احمد رحمہ اللہ کے مخلصین میں شمار ہوتے تھے، واضح رہے کہ حضرت مولانا فخر الدین گنگوہی قدس سرہ کی نواسی آپ سے منسوب تھیں جو فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور حضرت الحاج مولانا حکیم عبد الرشید محمود عرف نھو میاں نبیرہ حضرت گنگوہی قدس سرہ جیسے مشاہیر کے بھی استاذ تھے، پسماندگان میں دو بیٹے اور اتنی ہی بیٹیاں ہیں، بڑے صاحبزادے مولانا محمد عثمان جامعہ اشرف العلوم رشیدی ہی کے فاضل و فارغ اور اپنے والد کے جانشین ہیں۔

مولانا محمود الحسن نے ادارہ میں تدریس کی اچھی خدمات انجام دیں، بعد ازاں وہ دفتری امور سے منسلک کر دئے گئے، ادھر بڑھتے عوارض اور پیرانہ سالی کے سبب ادارہ سے دست کش ہو گئے تھے اور ان دنوں گھریلو مصروفیات رکھتے تھے کہ پیامِ اجل آ پہنچا اور ۸/مارچ ۲۰۲۴ء ظہر و عصر کے درمیان اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے **تغمده الله بغفرانه وامطر عليه شأبيب رحمته۔**

تعزیتی مکتوب

مکتوبِ تعزیت

بروفات حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی لکھنویؒ
سابق رکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند

ادارہ

برادرِ عزیز گرامی قدر مولانا عبدالباری فاروقی صاحب زادمجدکم السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ کرے آپ بہمہ وجوہ مع الخیر ہوں!

آپ کے باکمال اور بافیض والد بزرگوار، جانشین اہلِ سنت حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی رحمہ اللہ کے سانحۂ وفات کی خبر بہت غم کے ساتھ کانوں میں پڑی، **انا للہ وانا الیہ راجعون. ان للہ ما اخذ ولہ مااعطی وکل عندہ بأجل مسمی فلتصبر ولتحتسب۔**

حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی لکھنویؒ ملک کی مؤقر اور بافیض شخصیات میں نہایت نیک نام تھے، انہوں نے جمعیت علماء ہند، دارالمبلغین لکھنؤ اور دوسرے تعلیمی وملی اداروں نیز مختلف پلیٹ فارموں کے ذریعہ دین وملت کی نمایاں خدمات انجام دیں، حضرت مولانا کو زبان وقلم پر بھی گہری دسترس تھی خصوصاً طلاقتِ لسانی میں انہیں درجۂ کمال حاصل تھا، وہ اپنے پیش رو خاندانی بزرگوں کی طرح احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں بھی حیدری شان رکھتے تھے اور ملک کے طول وعرض میں ان کے خطبات وبیانات بگوشِ دل سنے جاتے تھے، یقیناً آپ کے سانحۂ رحلت سے دین ودانش اور ملت وسماج کے سنجیدہ حلقوں کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی کامل مغفرت فرمائے، اپنا خاص قرب نصیب فرمائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر وسکون موفق فرمائے، یہاں جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں حضرت مولانا کیلئے دعائے مغفرت کی گئی ہے، ہمارے یہ تعزیتی کلمات دیگر افرادِ خانہ کی خدمت میں بھی عرض ہیں اور دعاء کی درخواست، والسلام۔

(حضرت مولانا مفتی) خالد سیف اللہ گنگوہی

(مدیر وشیخ الحدیث) جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

۱۴۴۵/۱۰/۲۰ھ/ ۲۰۲۴/۴/۳۰ء

روداد چمن

جامعہ اشرف العلوم رشیدی کی ڈائری

مولوی حسین احمد رشیدی کنڈوی
رفیق شعبۂ تحقیق وتالیف جامعہ ہذا

تعلیمی سالِ نو کا آغاز

تعطیلِ کلاں کے ختم ہوتے ہی حسبِ سابق جامعہ کے در و بام الحمدللہ پھر سے کھل گئے اور تمام مدرسین وملازمین نیز بعض طلبہ کی آمد سے پہلے ہی دن یعنی گیارہ شوال المکرّم سے ادارہ میں چہل پہل شروع ہوگئی، چنانچہ اسی روز شام میں مشاورتی میٹنگ ہوئی اور اگلے دن سے باضابطہ قدیم وجدید داخلوں کا بروقت آغاز ہوگیا، درسِ نظامی کی منتہی جماعتوں میں داخلہ لینے والے جدید طلبہ کیلئے تحریری اور شفوی امتحان میں شرکت اور کامیابی لازم کی گئی تھی، بعدازاں کامیاب طلبہ کے لئے داخلہ کو منظوری دیدی گئی، واضح رہے کہ امسال اہلیتی امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبہ کی مجموعی تعداد سات سو (700) سے متجاوز رہی جبکہ مقامی طلبہ کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

طلبہ کو مار سے نہیں پیار سے پڑھائیں

دارالاہتمام میں منعقد اساتذہ ومدرسین کی ایک مجلس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت ناظم صاحب دامت برکاتہم نے نئے تعلیمی سال کے آغاز پر کچھ رہنما باتیں ارشاد فرمائیں، آپ نے ادارہ کے قیام اور تعلیم وتربیت کے میدان میں اس کی خدمات وخصوصیات پر بھی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ مدرسہ تعلیم وتربیت کی آماجگاہ ہے، طلبہ ہمارے پاس امانت ہیں، انہیں علم وعمل اور اخلاق سے آراستہ کرنے میں ہم سبھوں کو تدبیر وحکمت کے ساتھ مخلصانہ کردار نبھانے کی ضرورت ہے، ہم سب ایک کشتی کے مسافر ہیں لہذا ہر فرد اپنی اپنی سطح پر مسؤل اور جواب دہ ہے آپ نے موجودہ حالات کے تناظر میں طلبہ کو شفقت اور پیار سے پڑھانے پر زور دیا، نیز اوقاتِ تدریس کے علاوہ میں بھی موبائل کے غیر ضروری استعمال کے حوالہ سے تبادلۂ خیال کیا۔

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر ہونے والی تعطیل کی تاریخوں کا اعلان

جامعہ میں زیرِ تعلیم ملک بھر کی مختلف ریاستوں کے طلبہ کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ماہ پہلے ہی انہیں

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر ملنے والی تعطیل کی تاریخوں سے آگاہ کردیا ہے تاکہ وہ چھٹی کے مقررہ ایام کے اندر ہی اپنا **نظام** سفر ترتیب دے سکیں اوراس موقعہ پراسباق میں غیر حاضری کے کلچر سے خودکو محفوظ رکھ سکیں، واضح رہے کہ دارالاہتمام کے اعلان کے مطابق برائے درجات عربی امسال گیارہ جون تا ۲۵ / جون عیدالاضحیٰ کی تعطیل رہے گی، جبکہ تحفیظ اور تجوید وقرأت میں داخل قرب وجوار کے طلبہ کیلئے گیارہ جون تا ۲۱ / جون تعطیل رہے گی۔

مؤقر مہمانان کی آمد

جامعہ میں قریب وبعید کے اہلِ علم مہمانان کرام کی آمد کا سلسلہ بھی جاری ہے، شوال المکرّم کے پہلے عشرہ میں علم دوست احباب کا **ایک** پانچ رکنی وفد دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فاضل حضرت مولانا مفتی شکیل منصورالقاسمی مدظلہ کی قیادت میں اپنے مغربی سفر کے دوران **گنگوہ** حاضر ہوا، جس میں محترم ڈاکٹر عزیر عالم دستگیر بمبئی، حضرت مولانا شمشیر حیدرالقاسمی مدرسِ حدیث خانقاہ رحمانی مونگیر، محترم مولانا مفتی محمد توصیف قاسمی لکھنؤ اور جناب مولانا محمد عامر مظاہری قاسمی حیدرآباد بھی شامل تھے، حضرت ناظم **صاحب** کے سفر پر ہونے کی وجہ سے جامعہ کے مدرس حدیث جناب مولانا **محمد حذیفہ** مکی نے وفد کا استقبال کیا اور ادارہ کے **نظام** تعلیم و**تربیت** سے معزز مہمانان کرام کو واقف کرایا، واضح رہے کہ امیر قافلہ جناب مولانا مفتی شکیل منصور صاحب اپنی خدماتِ علم وقلم کے **باعث** نیک نام ہیں اور سورینام جنوب امریکا میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے علمی **خدمات** انجام دے رہے ہیں۔

اسی طرح نوجوان اہلِ علم وقلم جناب مولانا شاہ اجمل فاروق ندوی زیدمجدہم کی بھی آمد ہوئی، آپ **ایک** سنجیدہ، فکرمند اور دعوتی مزاج **رکھنے** والے کتاب دوست شخصیت کے مالک ہیں، رفقاء جامعہ سے تعلق **رکھتے** ہیں اور یہاں کے **نظام** تعلیم و**تربیت** کے قدردانوں میں شامل ہیں، اس موقعہ پر آپ نے حضرت مولانا سید عبداللہ محمد الحسنی ندویؒ کی سیرت وسوانح پر مشتمل اپنی کتاب حضرت ناظم صاحب کی خدمت میں پیش کی۔

گلابی شہر جے پور (راجستھان) کے علمی خانوادہ کے چشم وچراغ اور وہاں کے مفتیٔ شہر حضرت مولانا مفتی محمد ذاکر **صاحب** زادمجدہم بھی اپنے رفقاء کی معیت میں جامعہ تشریف لائے، کچھ گھنٹے یہاں کے ماحول میں گزارے اور اپنی بعض تالیفات سے **خدام** ادارہ کو شادکام فرمایا، عیاں رہے کہ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی مرحوم جیسی قدآور علمی شخصیات سے آپ کا خاندانی انتساب بھی ہے، گاہ بگاہ جامعہ میں آپ کی تشریف آوری رہتی ہے۔

کل تعداد طلبۂ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ۱۴۴۵ھ

شعبۂ افتاء	8	تعداد جونیئر ہائی اسکول	79
جماعت دورۂ حدیث شریف	137	تعداد پرائمری	357
جماعت مشکوۃ شریف	115	نعمت الصالحات (گرلز) جونیئر ہائی اسکول (محلّہ غلام اولیاء)	248
جماعت مختصر المعانی	22	نعمت الصالحات (گرلز) جونیئر ہائی اسکول محلّہ کوٹلہ	162
جماعت شرح جامی	26	شاخ فیضان رشید (متصل مزار حضرت گنگوہیؒ)	55
جماعت کافیہ	32	دار العلوم نانوتہ شاخ جامعہ اشرف العلوم رشیدی	10
جماعت میزان الصرف	42	دار التوحید والسنۃ مقام کلیر شاخ جامعہ اشرف العلوم رشیدی	37
شعبۂ اجراء فارسی	108	کل تعداد مقامی طلبہ	948
شعبۂ حفظ	210	کل تعداد طلبہ	1683
دار العلوم نانوتہ درجۂ حفظ	35		
کل تعداد بیرونی طلبہ	735	کل تعداد مدرسین وملازمین	102

جامعہ کے اہم فوری منصوبے اور خرچ کا تخمینہ

دار الطعام برائے طلبہ جامعہ ہذا۔	27,00000
جامعہ نعمت الصالحات (گرلز ہائی اسکول) کی تعمیر۔	60,00000

اپیل:

ملت کے دردمند غیور اور مخیّرین حضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ ادارہ کے ان تمام منصوبوں کی تکمیل کیلئے ادارہ کی تعمیرات وترقیات میں بھرپور حصہ لیکر عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوں اور ادارہ کی حفاظت وترقی کیلئے اپنی مخصوص دعائیں اور توجہات بھی مبذول فرمائیں، **جزاکم اللہ خیرا فی الدارین** (ادارہ)۔

جہانِ کُتب

رئیسِ جامعہ ونگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب نقشبندی دامت برکاتہم کی

بعض اہم تصنیفات

مطبوعہ

(۱) سید المحدثین
(۲) تذکرہ اکابر گنگوہ (دو جلدیں)
(۳) تحفہ مؤمن
(۴) فضائل سید المرسلین
(۵) فضیلتِ علم وحکمت
(۶) فوائدِ شریفیہ
(۷) تصوف کیا ہے؟
(۸) فضیلتِ تقویٰ
(۹) کیا ذکرِ جہری حرام یا مکروہ ہے؟
(۱۰) راہِ عمل (عربی)
(۱۱) راہِ عمل (اردو)
(۱۲) راہِ عمل (انگلش)
(۱۳) خیر الکلام فی مسئلۃ القیام
(۱۴) ایمان اور اسکے تقاضے
(۱۵) خطباتِ سیف اللہ (۲ جلدیں)
(۱۶) ایمان کے باغات (۳ جلدیں)
(۱۷) مکاتیب حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ
(۱۸) عمامہ کی عظمت وافادیت
(۱۹) اللہ کے راستے
(۲۰) ذکر اللہ کی عظمت واہمیت
(۲۱) امت کے لئے چھ اہم اصول (مکمل ومدلل)
(۲۲) مکتوبات فقیہ الامت (حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ)

غیر مطبوعہ

(۲۳) فضائل دعوت وتبلیغ
(۲۴) جامع ترمذی کی شرح
(۲۵) جبال علم وعمل
(۲۶) قبائح تکبر، محاسن تواضع
(۲۷) الایمان ومتطلباتہ (عربی)
(۲۸) تحفۃ المسافرین
(۲۸) قرآن کریم کی سورتوں کا خلاصہ

ناشر مکتبۂ شریفیہ گنگوہ

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ، سہارنپور یوپی
9457618191

Postal Regd. No. RNP/SHN/035/2023-25 R.N.I. No. UP.Urd/2023/69490
Date of Dispatch: 5th of every month

Vol.06---Issue- 5, 6 May, June-2024

(Urdu Monthly)

MAHNAMA SADA-E-HAQ, GANGOH

JAMIA ASHRAFUL ULOOM RASHEEDI, GANGOH
Distt. Saharanpur (U.P.) India, Pin : 247341, Mob. : 9012610084, 9457618191

Owned, Published & Printed by : MUFTI KHALID SAIFULLAH,
Published at : Jamia Ashraful Uloom Rasheedi, Gangoh, Saharanpur-247341 (U.P.) INDIA
Printed at : Rajan Printers, H.No. 26, Near Namdev School, Radha Vihar Colony, Saharanpur-247001 (U.P.) INDIA
Editor : MUFTI KHALID SAIFULLAH